

چیزوں مثلاً ریڈیو، ریکارڈ، مکان کار وغیرہ کے مطالبات کرنے لگے۔ اور مطالبات کے پورے نہ ہونے پر رشتے ہی سے دست برداری عام بات ہو گئی۔ دلہن کی صورت و ستیر کے معیار کو بالائے طاق رکھ کر اس مقدس فریضے کو سودا سلف کی منڈی میں تبدیل کر دیا۔

رخصتی کے وقت داماد کی طرف سے سسرال والوں سے اتنا سامان طلب کیا جائے کہ لڑکی کا باپ بیچارہ یا تو قرض لے کر مطالبہ پورا کرے۔ یا لڑکی کو گھر بٹھائے رکھے۔ جن گھروں پانچ سات یا زائد لڑکیاں ہیں ان کا حال کیا ہوتا ہوگا۔ اس کا اندازہ پٹنہ اور کشمیر کے واقعات سے ہوتا ہے۔ کہ کہیں باپ کنویں میں چھلانگ لگا دیتا ہے۔ کہ ایک بیٹی کے نکاح پر طلب کئے جانے والے جہیز کو وہ ادا نہیں کر سکتا تو بقیہ لڑکیوں کے نکاح سے وہ کیسے اور کب فارغ ہو سکے گا۔ کہیں لڑکیاں ضرورت سے زیادہ ایثار کا ثبوت پیش کرتی ہیں کہ ہماری وجہ سے ہمارے ماں باپ کی نیند حرام ہے۔ *

اسلامی تہذیب

صفحہ ۳۲ کا بقیہ

اسلامی تہذیب قرآن و حدیث نے سکھائی ہے ہماری جان قرآن و حدیث پر قربان، ان کی بتائی ہوئی چیز کا باقی رکھنا ہمارا سب پہلا فرض ہے۔ ہمیں اسلامی تہذیب سے واقف ہونا چاہیے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اپنے بھائی بھنوں اور بچوں کو اس پر عمل کرنے کی عادت ڈالنا چاہیے۔ اس تہذیب کا عام اور مشہور نام سنت ہے۔ مسلمان گھروں میں عام طور پر لوگ اسے اسی نام سے جانتے ہیں۔ سنتوں کی پابندی اور اسے رواج دینے کی کوشش میں بڑا ثواب ہے۔ حدیث میں ہے۔

من تملک بسنتی عند فساد امتی فله جب میری امت میں فساد ہو اور اس میں سنتوں کا اجر مائتہ شہید رواج نہ رہے تو جو شخص میری سنتوں پر عمل کرتا رہے گا

اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح حدیث کا مضمون ہے کہ جو شخص کسی اچھے طریقے کو رواج دے اسے خود اس کے عمل کے علاوہ دوسرے عمل کرنے والوں کے عمل کا ثواب ملتا ہے اور ان لوگوں کا ثواب کم نہیں ہوتا۔ اسلامی تہذیب بہت آسان اور بہت آرام دہ ہے۔ آئیے آج سے ارادہ کر لیں کہ ہم اپنے گھروں میں رواج کریں گے۔



199

لکھنؤ

غزلان

4895
113.84

17



خواتین کا ترجمان

جلد

۶۸۹۵

۱۱۳۸۶



رِضْوَان

لکھنؤ

جلد : ۳۴
شمارہ : ۱

قیمت ۳ روپے

جنوری ۱۹۵۰ء

ایڈیٹر
محمد حمزہ حسنی
معاونین
امامہ حسنی
منیمونہ حسنی
اشفاق حسینی

سالانہ چندہ

برائے ہندوستان :

۳۵ روپے

برائے بیرونی ممالک :

برائے ڈاک سے ۵ روپے

برائے پوسٹ سے ۱۰ روپے

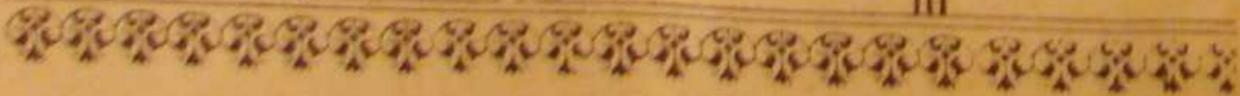
قیمت ۳۵ روپے

۱۴۲/۵۳ محمد علی لین گورنمنٹ روڈ

۲۲۶-۱۸ لکھنؤ (انڈیا)

دفتر :
ماہنامہ رضوان

کتابی پریس کھنہ





قاسمیت رضوان کو اخبارات سے علم ہو چکا ہو گا، کہ حضرت مولانا سید
ابراہیم علی ندوی مدظلہ کی اہلیہ محترمہ سیدہ طیبہ النساء صاحبہ کا انتقال ہو گیا، یہ حادثہ
ہمارے خاندان کے لئے بہت بڑا حادثہ ہے، مخدومہ پورے خاندان کے لئے باعث
خیر و برکت تھیں ان کی ذاتِ الاصفات سے محرومی ایسا ہائیکسل حادثہ ہے جس کو
شاید ہی کبھی بھلا یا جاسکے۔

جو خواتین رائے بریلی آتی جاتی تھیں وہ اس بات سے بخوبی واقف ہوں گی کہ
مخدومہ کے دن رات صرف عبادت و ذکر الہی اور مہانوں کی فکر اعزہ و اقارب کے
دکھ درد کے مداوا کرنے میں ہی صرف ہوتے تھے، میں نے اپنی پوری زندگی میں
کبھی ان کو کسی کی غیبت کرتے یا بیکار باتوں میں مشغول نہیں دیکھا۔ جب بھی ان کو
دیکھایا تو تلاوت قرآن میں مصروف دیکھایا تازوں کی تیاری میں یا پھر مہانوں اور
ان کے کھانے کی فکر میں، ان کی ایک صفت یہ بھی تھی کہ کبھی انھوں نے مہانوں
میں تفریق نہیں کی، ہمان چاہے معمولی حیثیت کا یا صاحب حیثیت وہ سب کے
ساتھ یکساں سلوک فرماتیں۔ بے جا تکلفات اور تعصبات کا شاید انھوں نے نام بھی نہیں

فہرست مضامین

| | | |
|----|-----------------------------------|--------------------------------|
| ۳ | مدیر | اپنی بہنوں سے |
| ۵ | حضرت مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیث | کتاب ہدایت |
| ۷ | مولانا محمد منظور نعمانی | حدیث کی روشنی |
| ۹ | ام ہانی کھنوا | ترانہ |
| ۱۰ | مولانا عبدالسلام ندوی | اسوہ صحابہ |
| ۱۵ | ڈاکٹر احمد کمال انصاری | نعت |
| ۱۶ | محمد مقبول | حکمت کے موتی |
| ۱۸ | محمد حسن الحسنی | سیدہ طیبہ النساء |
| ۲۲ | مولانا محمد منظور نعمانی | دنیا کا سب سے بڑا خطا |
| ۳۰ | عبدالعزیز زنگنه | نعت شریف |
| ۳۱ | مولانا محمد اسحاق سندیلوی | اسلامی تہذیب |
| ۳۲ | محمد اقبال | مسجد |
| ۳۵ | جناب انیس پرناسوی | رباعیات |
| ۳۷ | | چود کا سرانگ |
| ۴۳ | تیم شرفی | خدا را اسلام کا مذاق مت اڑائیے |
| ۴۴ | دلینہ کھت الہ آباد | ترقی کا معیار |
| ۴۷ | | بھینر |



فضائل شریف

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (قرآن)

آپ کہتے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے بندوں پر سلام ہو جس

کو اس نے منتخب فرمایا (بیان القرآن)

علمائے کلمہ ہے کہ یہ آیت شریفہ اگلے مضمون کے لئے بطور خلیفہ کے ارشاد ہے۔ اس آیت

شریفہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی تعریف اور اللہ کے منتخب بندوں پر سلام کا حکم کیا گیا ہے۔ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا ہے

کہ سلام بھیجیں اللہ کے مختار بندوں پر اور وہ اس کے رسول اور انبیاء کرام ہیں۔ جیسا کہ عبدالحق بن

بن زید بن اسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ "عِبَادِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ" سے مراد انبیاء ہیں جیسا کہ دوسری جگہ

اللہ کے پاک ارشاد "سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"

میں ارشاد ہے۔ اور امام ثوری و سدی وغیرہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد صحابہ کرام

ہیں۔ اور ابن عباس سے بھی یہ قول نقل کیا گیا ہے۔ اور ان دونوں میں کوئی منافاة نہیں کہ

صحابہ کرام اس کے مصداق ہیں تو انبیاء کرام اس میں بطریق اولیٰ داخل ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ جل

شانہ اس پر دس دفعہ صلوة بھیجتے ہیں۔

سنا لکھا، دنیا اور متاعِ دنیا سے بے تعلقی اور عدمِ دلچسپی ان کی ایک نمایاں صفت تھی اور اس معاملہ میں ان کا وہی حال تھا کہ گویا دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا میں نہیں تھے، ضرورت مندوں کو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ کرتے تھے قرض لے کر ان کی ضرورت پوری کرتے۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی کوئی خالی ہاتھ واپس گیا ہو، اپنے استعمال کے کپڑے تک دیتے۔ اکثر اوقات تو پہننے تک کی نوبت نہیں آتی۔ نمازوں کی فکر کا یہ حال تھا کہ ایک نماز ادا کرتے ہی دوسری نماز کی فکر ہو جاتی اور تھوڑی ہی دیر کے بعد سے وقت پہنچنا شروع کر دیتے، گھر کے لوگ عرض کرتے کہ ابھی تو آپ نے نماز پڑھی ہے وہ بھی اول وقت تو خاموش ہو جاتے پھر تھوڑی دیر کے بعد دریافت کرتے کہ اذان تو نہیں ہوئی۔ شاید لوگوں کو اپنی اولاد سے وہ تعلق نہیں ہوتا جو محدودہ کو نماز سے تھا۔ اپنے کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے معمولی معمولی کام بھی خود کرتے، کبھی کسی سے اپنے نجی کام کے لئے نہ کہتے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ وفات سے ایک ماہ قبل ایک بار کمزوری کا غلبہ ہوا کہ بستر سے اٹھنا مشکل ہو گیا، بستر ہی پر کھانا پیش کیا گیا جب کھانے سے فارغ ہوئیں تو میں نے خالی پیالہ اُن کے ہاتھ سے لیا تاکہ رکھوں تو فرمایا ارے یہ تم نے کیوں کیا۔

محبت و شفقت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی جب میں رائے بریلی پہنچتا تو اس قدر خوشی کا اظہار کرتے کہ سفر کی ساری تھکن اتر جاتی، اور یہ ضرور فرماتے کہ گھرہ تمہارا تو آنے کا ہی ہی نہیں چاہتا بہت دنوں کے بعد آتے ہو پھر فرماتے کھانا ہا ہر بلکہ پر کھانا تاکہ وہاں بھی ساتھ کھا لیں۔

آج یہ باتیں یاد آتی ہیں اور دل روتا ہے یہ پرانی ہتیاں دھیرے دھیرے اٹھتی جاتی ہیں اور سناٹا بڑھتا جاتا ہے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ایسے بندوں کو میں اس سے زیادہ اور اس سے بہتر دوں گا جو ذکر کرنے والے اور دعائیں مانگنے والے اپنے بند کو دیتا ہوں۔

دوسری بات اس حدیث میں فرمائی گئی ہے کہ اللہ کے کلام کو دوسرے کلاموں کے مقابلے میں ویسی ہی عظمت و فضیلت حاصل ہے جیسی کہ خود اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے مقابلے میں اور اس کی وجہ سے یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفت قائم ہے۔۔۔

حضور ﷺ نے فرمایا

لے لوگو!

اللہ پاک نے تمہارے لئے اسلام کو دین ہونا پسند کیا ہے لہذا تم لوگ (اہل) اسلام کی صحبت کو سخاوت اور حسن خلق کے ذریعہ اچھا کرو۔ سن لو سخاوت جنت میں ایک درخت ہے۔ اس کی ٹہنیاں دنیا میں ہیں۔ جو تم میں سے سخی ہے اس درخت کی ایک شاخ کے ساتھ برابر لگا ہوا ہے یہاں تک کہ اللہ پاک اس کو جنت میں لے جائے گا۔ اور سن لو کہ نخل دوزخ میں ایک درخت ہے اور اس کی شاخیں دنیا میں ہیں جو تم میں سے نخیل ہوگا ہمیشہ اس کی کسی شاخ سے چمٹا رہے گا یہاں تک کہ اللہ پاک اس کو دوزخ میں اتار دے گا۔ اور آپ نے دو مرتبہ فرمایا اللہ کے لئے سخاوت کرو اللہ کے لئے سخاوت کرو۔ (حیات السحابہ)



قرآن مجید کی عظمت و فضیلت

مولانا محمد منظور نعمانی

حضرت ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن نے مشغول رکھا اسے ذکر سے اور تجھ سے سوال اور دعا کرنے سے میں اس کو اس سے افضل عطا کروں گا۔ جو سائلوں اور دعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں۔ اور دوسرے اور کاموں کے مقابلے میں اللہ کے کلام کو ویسی ہی عظمت و فضیلت حاصل ہے جیسی اپنی مخلوق کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو (جامع ترمذی) تشریح

یہ حدیث قدسی ہے۔ اس میں دو باتیں فرمائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کے جس بندہ کو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک سے ایسا شغف ہو کہ وہ دن رات اس میں لگا رہے۔ یعنی اس کی تلاوت میں اس کے یاد کرنے میں، اس کے تدبر و تفکر میں، یا اس کے سیکھنے و سکھانے میں اخلاص کے ساتھ مشغول رہتا ہو۔ اور قرآن پاک میں اس ہمہ وقتی مشغولیت کی یہی کو اس کے علاوہ اللہ کے ذکر اس کی حمد و تسبیح اور اس سے دعائیں کرنے کا موقع ہی اس کو نہ ملتا ہو تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ کچھ خسارے میں رہے گا اور ذکر و دعا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ اس کو نہ پاسکے گا۔

ام ہانی لکھنو



ہم مسلم اور ہے کلمہ ہمارا لا الہ الا اللہ
ہیں نور خدا اور ہر کامل آپ محمد صلی اللہ

ہے لب پہ ہمیشہ ذکر خدا
کرتے ہیں سبھی کچھ اس پہ خدا
ہیں نور ہدیٰ محبوب خدا
تھا می ہے انہیں کی ہم نے روا

ہم مسلم
ہیں نور خدا

دحدت رب کا ہے اتسار
عشق نبی کا ہے اظہار
ہوش و حسرد ہیں سب بیدار
کفر سے ہے یکر انکار

ہم مسلم
ہیں نور خدا

توحید کے ہم ہیں شیدا ہی
ہم اپنے نبی کے سودا ہی
ایمان ہی ہمارا ہی آگاہی
آتی نہیں ہم کو رو باہی

ہم مسلم
ہیں نور خدا

رفضان لکھنو

اللہ جل شانہ کی طرف سے تو ایک ہی درود اور ایک ہی رحمت ساری دنیا کے لئے
کافی ہے چہ جائیکہ ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوں
اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت درود شریف کی ہوگی کہ اس کے ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ
جل شانہ کی طرف سے دس دفعہ رحمتیں نازل ہوں۔ پھر کتنے خوش قسمت ہیں وہ اکابر جن کے
معمولات میں روزانہ سو لاکھ درود شریف کا معمول ہو جیسا کہ میں نے بعض خاندانی اکابر کے
متعلق سنا ہے۔

علامہ سخاوی نے عامر بن ربیعہ سے حضور کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک
دفعہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے تمہیں اختیار ہے جتنا چاہے
کم بھیجو جتنا چاہے زیادہ اور یہی مضمون عبداللہ بن عمرو سے بھی نقل کیا گیا ہے اور اس میں یہ
اضافہ ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے دس دفعہ درود بھیجتے ہیں۔ اور بھی متعدد صحابہ سے علامہ
سخاوی نے یہ مضمون نقل کیا ہے، ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ جیسے اللہ جل شانہ نے حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کو اپنے نام کے ساتھ کلمہ شہادت میں شریک کیا اور آپ کی اطاعت
کو اپنی اطاعت، آپ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔ ایسے ہی آپ پر درود کو اپنے درود کے
ساتھ شریک فرمایا۔ پس جیسا کہ آپ نے ذکر کے متعلق فرمایا "اذکر دینی اذکرکم ایسے ہی
درود کے بارے میں ارشاد فرمایا جو آپ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس
پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے ...

قاریین کرام! جنوری ۱۹۹۰ء سے رضوان کے سالانہ زر تعاون میں
صرف پانچ روپیہ کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ قارئین اس
معمولی اضافے کو بخوش برداشت کریں گے اور ہمارے ساتھ تعاون جاری
رکھیں گے۔

جن حضرات کا سالانہ زر تعاون دسمبر ۱۹۸۹ء میں ختم ہو رہا ہے وہ براہ
کرم دسمبر میں ہی ارسال کریں تاکہ پانچ روپیہ کے اضافے سے بچ جائیں جنوری کے

زر تعاون حسب ذیل ہوں گے۔ ہندستان: ۲۰۰/، بحرہ ڈاک: ۱۲۵/

لذاشر

رفضان لکھنو

صحیحہ صحابہ کرام

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قبول اسلام لطافتِ طبع، رقتِ قلب اور اثر پذیرگی ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہیں اور انہی کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پند و موعظت، تعلیم و تربیت اور ارشاد و ہدایت کو قبول کر سکتا ہے، پھولوں کی پنکھڑیاں نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہیں، لیکن تناور درختوں کو باد صحر کے جھونکے بھی نہیں ہلا سکتے اشعاعِ لگاہ آئینہ کے اندر سے گذر جاتی ہے۔ لیکن پہاڑوں میں فولادی تیر بھی نفوذ نہیں کرتے، بعینہ یہی حال انسان کا ہے۔ ایک لطیف الطبع رقیق القلب اور اثر پذیر انسان ہر دعوت حق کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے، لیکن سنگدل اور غلیظ القلب لوگوں پر بڑے سے بڑے معجزے بھی اثر نہیں کرتے اس فرق مراتب کی جزئی مثالیں ہر جگہ مل سکتی ہیں، لیکن اشاعتِ اسلام کی تاریخ تمام تر اسی قسم کی مثالوں سے لبریز ہے کفار میں ہم کو بہت سے اشقیاء کا نام معلوم ہے جنہوں نے ہزاروں کوششوں کے بعد بھی خدائے ذوالجلال کے آگے سر نہیں جھکایا، لیکن صحابہ کرام نے قرآن مجید کی آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات آپ کے مواظف و نصائح شکل و شبہت، دعا و اسلام کی تعلیم ہدایت و ارشاد اور معجزات و آیات غرض ہر موثر چیز کے اثر کو قبول کیا اور بطوع و رضا اسلام کے حلقہ میں داخل ہوئے۔

قرآن مجید کا اثر

حضرت عمر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (نورِ باطن) کام تمام کرنے کے لئے گھر سے نکلے تھے، لیکن جب قرآن مجید کی چند آیتیں سنیں تو ان کا دل نور ایمان سے لبریز ہو گیا، حضرت ابوذر غفاری نے اپنے بھائی سے قرآن مجید کے معجزانہ اثر کا ذکر سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں حاضر ہوئے اور صدق دل سے مسلمان ہو گئے۔

حضرت عثمان بن مظعون نے جب یہ آیت سنی، خدا عدل، احسان اور قربت داروں کے ان اللہ یا من بالعدل والاحسان ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور آیتاء ذی القربی وینسہنی بیکاری برائی اور ظلم سے روکتا ہے وہ عن الفحشاء والمنکر والبغی اس لئے یہ نصیحتیں کرتا ہے کہ شاید يعظکم لعلکم تذكرون (غل) تم اس کو قبول کرو۔

تو ان کے دل پر جو اثر ہوا اس کو وہ خود ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

فذا لك حين استقر الایمان
فی قلبی واجبت محمداً
جب جبرین مطعم نے یہ آیتیں سنیں:-

ان مخلوقا من غیر شئی امر
هم الخالقون ام خلقوا السموات
والارض بل لا یقنون ان عندم
خزائن ربك ام هم المصيطرون
کیا یہ لوگ خود بخود پیدا ہو گئے یا یہ لوگ خود پیدا کرنے والے ہیں، کیا آسمان و زمین کو انہی لوگوں نے پیدا کیا ہے، سچ تو یہ ہے کہ ان کے دل میں ایمان نہیں دے بیٹھتا کیا ان کے پاس تمہارے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ لوگ سربراہ کار ہیں۔

تو وہ خود کہتے ہیں کہ میرا دل اڑنے لگا۔ حضرت فضیل بن عمرو الدوسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن سنا تو بے اختیار ہو کر مسلمان ہو گئے، طائف کے سفر میں حضرت خالد العدوانیؓ

۱۔ اصابت ذکر حضرت عمرؓ سے صحیح مسلم فضائل ابوذرؓ سے مسند ابن جنبل جلد ۱ ص ۳۱۸ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ طہ
۲۔ استیعاب و طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت فضل بن عمرو الدوسیؓ

نے آپ کی زبان سے یہ آیت سنی:

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ
آسمان کی قسم اور رات میں آنیوالے کی قسم

تو اسی وقت پوری سورہ کو یاد کر لیا اور بالآخر مسلمان ہو گئے۔

اشخاص سے الگ صحابہ کی ایک جماعت کی جماعت قرآن مجید کے اثر سے متاثر ہوئی اور اسلام لائی، مثلاً حضرت ابو عبیدہ، حضرت ابوسلمہ، حضرت ارقم بن ابی ارقم اور حضرت عثمان بن مظعون جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دعوت اسلام دی اور قرآن مجید کی تلاوت فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔

قرآن مجید نے ایرانیوں کے مقابل میں رومیوں کے فتح کی جو پیشین گوئی کی تھی وہ پوری ہوئی تو بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

اخلاق نبوی کا اثر ایک بار ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی بکریاں مانگیں آپ نے اس کا سوال پورا کیا اس پر اس فیاضی کا یہ اثر پڑا کہ اپنے قبیلہ میں آکر کہا کہ لوگو! مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر دیتے ہیں کہ انکو اپنے تنگ دست ہو جانے کا بھی خوف نہیں ہوتا۔ ایک یہودی عالم نے جب آپ کو تقاضائے قرض میں اس قدر تنگ پکڑا کہ ظہر کی نماز سے لیکر فجر تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑا تو صحابہ کرام نے اسکو سخت دھکیا دیں، لیکن آپ نے فرمایا خدا نے مجھے کسی ذمی پر ظلم کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ دن پڑھا تو اسلام لایا اور کہا کہ میرا نصف مال خدا کی راہ میں صدقہ ہے، اس سخت گیری سے میرا صرف یہ مقصد تھا کہ توراہ میں آپ کے جو اوصاف مذکور ہیں انکا تجربہ کر دوں۔ شامہ بن اثال گرفتار ہو کر آئے تھے، لیکن جب آپ نے ان کو بلا کر شرط و بلا معاوضہ رہا کر دیا، تو انھوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور ان کا دل اسلام، داعی اسلام اور مدینہ الاسلام کی محبت سے معمور ہو گیا۔

مواعظ نبوی کا اثر ایک بار حضرت عثمان مکہ میں آئے تو کفار سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون ہو گیا ہے۔ حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ میں جنون کا علاج کرتا ہوں، آپ نے ان کے سامنے ایک تقریر

کی جس کا اثر ان پر یہ پڑا کہ فوراً مسلمان ہو گئے، حضرت علیؑ کے شوہر یعنی آپ کے رضاعی باپ جب مکہ میں تشریف لائے تو قریش نے کہا کہ کچھ مناسبتہا، تمہارا بیٹا کہتا ہے کہ تم لوگوں کو مر کر پھر جینا ہو گا۔ انھوں نے آپ سے کہا بیٹا یہ کیا کہتے ہو "آپ نے فرمایا "اگر وہ دن آیا تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر بتا دوں گا کہ جو کچھ میں کہتا تھا سچ تھا" وہ فوراً مسلمان ہو گئے اور ان فقرہوں کا اثر عمر بھر رہا۔ کہا کرتے تھے کہ میرا بیٹا ہاتھ پکڑے گا تو جنت میں پہنچا کر ہی چھوڑے گا،

شامل نبوی کا اثر بعض صحابہ نے صرف آپ کی شکل و صورت ہی دیکھ کر آپ کی نبوت کا اعتراف کر لیا، حضرت ابو رافع آپ کی خدمت میں قریش کی طرف سے قاصد بن کر آئے، لیکن آپ پر نظر پڑتے ہی شیدائے اسلام ہو گئے اور بالآخر طائیفہ اسلام قبول کر لیا حضرت عبداللہ بن سلام کو آپ کا چہرہ دیکھتے ہی یقین ہو گیا کہ

وجہہ لیس بوجہ کذاب ہے جھوٹے آدمی کا چہرہ ایسا نہیں ہو سکتا،

دعاۃ اسلام کا اثر صحابہ میں بکثرت دعاۃ اسلام کے اخلاقی اثر سے اسلام لائے، متعدد صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کے اثر سے اسلام قبول کیا، یمن کے لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد و ہدایت سے اسلام لائے، حضرت طفیلؓ نے اپنے قبیلے کے بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا، قبیلہ ہمدان حضرت عامر بن شہر کے اثر سے اسلام لایا، حضرت ابو ذر غفاری کا آدھا قبیلہ ان کے اثر سے مسلمان ہوا، غرض احادیث دسیر میں اس قسم کے بکثرت واقعات مذکور ہیں اور اشاعت اسلام کے عنوان میں ان کی تفصیل آئیگی۔

معجزات کا اثر ایک سفر میں صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی آپ نے دو آدمیوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا یہ لوگ جستجو میں نکلے تو ایک ناقہ سوار عورت ملی جس کے ساتھ پانی کی دو مشکیں تھیں ان دونوں بزرگوں نے اس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے ایک برتن منگوایا اور اس میں دونوں مشکوں سے پانی ڈھال کر مشکوں کے دھانے بند کر دیئے اور عام اعلان کے ذریعہ سے تمام صحابہ آئے اور پانی پی کر سیراب ہوئے لیکن مشکوں

۱۔ سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۲۷۵ ۲۔ اسد الغابہ تذکرہ ابوسلمہ بن عبدالاسد ۳۔ ترمذی کتاب التفسیر سورہ روم ص ۳۴ کتاب الفضائل باب مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخ قطیفی لاؤ کثرت معالہ ص ۵ مشکوٰۃ کتاب الفتن فی الاخلاقہ ص ۱۰۰ ۴۔ ترمذی البواب الزہد ص ۱۰۹

۱۔ مسلم کتاب الجمعہ باب تخفيف الصلوة والمظاہرہ ۲۔ اصحابہ تذکرہ حضرت حارث بن عبدالعزیٰ سے ابوداد کتاب الجہاد باب یمن بالامام فی الہود ص ۳۴ ترمذی البواب الزہد ص ۱۰۹

نعت النبی ﷺ

نہ ہم الگ ہیں نہ میدانے لالہ نام الگ
 نہ مے الگ ہے نہ ساقی خوش خرام الگ
 جہاں کا طرز جدا آپ کا پیام الگ
 حضور حق سے ملا آپ کو نظر ام الگ
 منیر و نور و شفیع الوری، شہ بطحا
 درود تجھ پہ الگ ہو مرا سلام الگ
 میرے شفیع و حفی میرے ساقی کوثر
 عطا ہو دست کرم سے مجھے بھی جام الگ
 ہیں آپ سارے رسولوں میں اس طرح ممتاز
 کہ جیسے چاند کاتاروں میں ہے مقام الگ
 مشام جان یہ معطر ہے کس کی نہگت ہے؟
 مثال مشک جو مہکا ترا کلام الگ
 یہی ہے مہری دُعائے مہرے رفیع و رحیم
 رہے نہ غلد میں تجھ سے ترا عن سلام الگ
 خسراں کا ذکر بھلا اور کوئے یار کمال
 یہاں ہے باد بہاری کا اہتمام الگ

جناب پروفیسر ڈاکٹر احمد کمال انصاری

کے پانی میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ عورت نے یہ معجزہ دیکھا تو اپنے قبیلہ میں اکر بیان کیا کہ خدای
 آسمان وزمین کے درمیان یہ شخص عجب بڑا روزگار اور خدا کا سچا پیغمبر ہے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن سلام حاضر خدمت
 ہوئے اور چند غیبی امور کے متعلق سوالات کئے آپ نے ان کے جوابات دیئے تو انھوں نے
 فوراً اسلام قبول کر لیا۔

فتح مکہ کا اثر اگرچہ صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد جن میں اکابر صحابہ داخل ہیں، متذکرہ بالا
 اسباب سے اسلام قبول کیا، تاہم ایک جماعت اسلام کے عام غلبہ کا انتظار کر رہی تھی، اس لئے
 جب مکہ فتح ہوا تو عام اہل عرب نے بطور درضا خود بخود اسلام قبول کر لیا، صحیح بخاری میں ہے۔

وكانت العرب تلاحم
 باسلام الفتح تقولون
 اتركوه و قوم ما فانا
 ان ظہر عليهم فہونجی
 صادق فلما كانت وقعتا
 اهل الفتح با در كل قوم
 باسلامهم



سے بخاری کتاب التیمیم باب الصعیب الطیب و منوال السلم کیفیہ من الماء سے بخاری باب ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 واصحابہ الی المدینہ مع فتح الباری سے بخاری کتاب المغازی ذکر فتح مکہ۔

حکمت کے موتی

از: محمد مقبول

دانی کی باتیں :

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ہی نہیں طیب اعظم بھی ہیں، آپ نے جن آراء سے صحابہ کرام کو نوازا وہ آج کے اطباء اور ڈاکٹروں کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا برکت کا سبب ہے۔ نشا، یہ ہے کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر تولیہ وغیرہ سے خشک نہ کئے جائیں تاکہ تولیہ کے جراثیم منتقل نہ ہو سکیں آپ نے بیاخوری سے منع فرمایا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے سو من ایک انٹری میں کھاتا ہے اور کافرسات انٹریوں میں۔ موجودہ تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ بیاخوری کی وجہ سے بلڈ پریشر اور ضرب قلب بڑھتی، قبل از وقت بڑھا پانا اور زیا بیٹس جیسے امراض لاحق ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح چچا چاکر کھانے سے لعاب ذہن غذا میں شامل ہو کر اسے مہنم ہونے میں مدد دیتا ہے۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو چٹانٹ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص کو مٹی کھانے کی عادت ہو گیا وہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ مٹی میں پیراسائٹ کے انڈے ہوتے ہیں جو بعد میں خون چوستے ہیں اور نظام ہاضمہ کو خراب کر دیتے ہیں آپ نے گوشت کو غذاؤں کا سرد قرار دیا ہے اور سبزیاں کھانے کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا ہے موجودہ اطباء اس بات پر متفق ہیں۔ تقریباً تمام اجزاء کے خوراک گوشت میں موجود ہیں اور

سبزیوں میں وٹامنز مطلوبہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

آپ نے ٹوٹے ہوئے پیمانے کی دوا سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے جس سے بیماری کا تھما ہوا ہے آپ کے ارشادات اور قرآنی آیات کے مطابق سور کا گوشت حرام قرار دیا گیا ہے۔ جدید بائیوس تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اور بہت سی بیماریوں کے جراثیم کے علاوہ سور کے گوشت میں ایک خاص قسم کا پیراسائٹ *SPIRALIS TRICHIELLA* پایا جاتا ہے جو انسانی جسم کو ایک نہایت تکلیف دہ مرض (*TRICHI. NOSIS*) میں مبتلا کر دیتا ہے۔

آپ نے پیٹ کے بل لٹنے سے منع فرمایا ہے ہم جانتے ہیں کہ اس طرح دل اور معدہ صحیح کام نہیں کر سکتے۔ اسی لئے کھانا کھانے کے فوراً بعد سونا صحت کے لئے نقصان دہ ہے آپ کا ارشاد ہے بخار و وزخ کی بھاپ ہے تم اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔ آپ نے تمہیں روز تک ٹھنڈا پانی ڈالنے کے بارے میں فرمایا ہے۔ ڈاکٹر حضرات جانتے ہیں کہ یہ شخص کی نقطہ نگاہ سے کس قدر اہم ہے۔ آپ نے فرمایا دو شفا دینے والی چیزوں کو اپنے اوپر لازم کر لو ایک شہد اور دوسرا قرآن شہد کے شفا بخش اثرات سے موجودہ میڈیسن انکار نہیں کر سکتی اس میں وٹامنز اے بی سی *ABC* کافی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ اللہ کے رسول نے فرمایا بیشک نماز میں شفا ہے۔ اس مختصر جملے میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کا ادراک مشکل ہے۔ نماز بہترین ورزش ہے، نماز کی رکعتوں کی ترتیب کچھ ایسی ہے کہ جب معدہ خالی ہو تو رکعت کی تعداد کم ہوتی ہے، مثلاً فجر، عصر، مغرب مگر کھانے کے بعد ظہر اور عشاء کی رکعتیں زیادہ ہیں۔ رمضان المبارک میں افطار کے بعد زیادہ کھایا جاتا ہے اس طرح عشاء میں تراویح کی رکعتوں کا اضافہ ہے کوئی عضو ایسا نہیں جس کی نماز میں از خود بہترین ورزش نہیں ہو جاتی۔ تکبیر اوٹی میں کھنی کے تمام عضلات اور کندھے کا جوڑ حصہ لیتے ہیں اور رکوع کی حالت میں کولمے کا جوڑ۔ کہنیاں کلانی اور کمر کے تمام عضلات بڑھی سختی سے عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح سجدے میں کولمے گھٹنے، ٹخنے اور کہنیوں پر دباؤ اور جھکاؤ ہوتا ہے۔ ٹانگوں، رانوں اور کمر کے عضلات کھینچے ہوتے ہیں، سجدہ کی حالت میں خود دماغ کو پہنچتا ہے اسی لئے نمازی لوگوں کو بڑھاپے میں حافظہ کی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سَيِّدَةُ طَيْبِ النَّسَاءِ

(رَحِمَهَا اللَّهُ تَعَالَى)

اہلیہ محترمہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اخبارات و رسائل کے ذریعہ اس کی خبر قارئین کو موصول ہو چکی ہو گی کہ مفکر اسلام حضرت اقدس مولانا سید ابوالحسن علی میاں حسنی دامت برکاتہم کی اہلیہ دنیائے فانی سے رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون واللہ ما اخذ ولہ ما اعطی۔

حضرت مولانا علی میاں دامت برکاتہم کے بڑے ناموں جناب سید احمد سعید صاحب حسنی مرحوم کی صاحبزادی اور اپنے وقت کے بڑے بزرگ حضرت سید شاہ ضیاء البنی صاحب لہ رحمتہ اللہ علیہ کی پوتی تھیں، اپنے آبائی وطن دائرہ حضرت سید شاہ علم اللہ حسنی (دیکھیے کلاں) رائے بریلی میں ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئیں۔

آپ کی نشوونما خالص اسلامی ڈھنگ سے ہوئی، چونکہ آپ کا گھرانہ پورے خاندان میں دینداری اور صلاح و تقویٰ میں ممتاز تھا، آپ کے گھر سے اکثر افراد جن کے زیر تربیت آپ کے ایام ظہوریت گزرے یا یوں کہیے کہ جن کے زیر تربیت آپ پر وان چڑھیں، ان میں اکثر حافظ قرآن تھے، اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت کرے اور درجات بلند فرمائے (امیض) جب آپ نے یہ منزل پار کی تو آپ عالم اسلام کی ممتاز اور عظیم شخصیت کے رشتہ زودیت میں آئیں جو اپنی بھرپور علمی اور دینی و اسلامی خدمات کی بدولت پورے عالم میں اپنی آپ مثال

رکھتا ہے، اطال اللہ بقائہ، و نفع اللہ بہ المسلمین

چنانچہ مرحوم نے ابتداء سے انتہا تک نہایت اچھے ماحول میں اپنے اوقات بہت دینی جذبہ و اخلاص و یکسوئی سے گزارے، جس کو خاندان کے سب افراد خوب محسوس کرتے اور دیکھتے تھے۔

حضرت مولانا علی میاں دامت برکاتہم کی اہلیہ محترمہ جن کو ہم اور اس خاندان کے بیشتر افراد ”ننھی بی“ کہہ کر مخاطب کرتے، ان کا وجود اس پورے خاندان کے لئے باعث رحمت و برکت تھا۔

”ننھی بی“ ان صفات کی مالک تھیں جو لوگوں میں کم پائی جاتی ہیں، اعزہ واقربا کے ساتھ بڑے حسن و سلوک کا معاملہ کرتیں۔ ہفتاؤں کی خبر گیری رکھتیں اور ان کی ضیافت کیلئے منتظر اور کوشاں رہیں، لغویات سے بالکل احتراز کرتیں، غیبت اور دوسری بڑیوں سے پوری طرح بچتیں حضرت مولانا دامت برکاتہم کی بڑی مداح تھیں، اپنے آرام سے زیادہ حضرت کے آرام کی فکر رکھتیں اور خیال کرتیں، امور خانہ داری سے بخوبی واقف تھیں اور بار بار ایک ایک اشیاء پر نظر رکھتیں، آپ بڑی ذہین اور پڑھی لکھی خاتون تھیں، اس کے ساتھ صاحب الزام بھی تھیں آپ ہر کام کو اول وقت کرنا پسند کرتیں اور اس کی خواہش مند رہتیں دوسرے بھی ایسا ہی کریں۔ اسی طرح ”ننھی بی“ نمازوں کا اول وقت اہتمام کرتیں تھیں اور ایک ایک سے دریافت کرتیں کہ اذان ہو گئی؟ نماز کا وقت آ گیا؟ اور پھر اطمینان قلب کے لئے گھر کے بچوں کو باہر بھجوتیں کہ دیکھ کر اذان ہوئی؟ گویا کہ ان کا دل نماز ہی میں مستغرق ہو گیا تھا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی فکر لاحق ہو جاتی، حتیٰ کہ انتہائی ضعف اور متعدد بیماریوں کی حالت میں بھی ”ننھی بی“ کی یہی کیفیت رہی، نماز کا اسی طرح اہتمام رہا، جس پر بڑے اجر و ثواب کی اللہ تعالیٰ سے امید ہے۔

اسی طرح (مرحومہ) صبح نماز کے لئے سب سے پہلے اٹھتیں، اور گھر کے سارے افراد کو اٹھائیں کہ نماز کا وقت ہو گیا، نماز کے لئے اٹھو رات کو جلدی سونا پسند فرماتیں، اور دیر رات تک مجلس

جمائے رکھنے اور باتیں کرنے کو بہت ہی ناپسند کرتیں۔
 اور حدیث شریف میں رات کو باتیں کرنا پسند نہیں فرمایا گیا ہے، غریب و سائین کی بڑی
 ہمدرد و مددگار تھیں، ان کے لئے بہت ہی کام آئیں، اور ان کو خوب مال و متاع تقسیم کرتیں حتیٰ کہ
 ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ نیا جوڑا پہنے ہوئے ہیں، کسی نے آکر اپنی حاجت ظاہر کی تو آپ نے اس نے
 جوڑے کو اتارنے کے بعد اس حاجتمند کو دے دیا اور یہ کوئی ایک بار کا واقعہ نہیں ہے بلکہ کئی بار
 ایسا پیش آیا، اسی طرح مال و متاع ایسا جم کر تقسیم کرتیں کہ کچھ باقی نہیں بچتا۔
 اسی طرح سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کسی سے جب کوئی کھانے پینے کی چیز خرید وایتیں تو
 خود فراسالے کر باقی سب اسے دیدیتیں۔

روزے پورے پابندی سے رکھتیں اور اس کے لئے کسی عذر کو جگہ نہ دیتیں اور
 روزوں کا پورا اہتمام کرتیں، قرآن مجید کی تلاوت یوں تو پورے سال پابندی سے کرتیں لیکن
 رمضان کے مہینہ میں دن کا اکثر حصہ تلاوت میں صرف ہوتا اور اسی کے ساتھ اوراد و وظائف
 اپنی جگہ مکمل ہوتے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندلہوی مہاجر مدنی نور اللہ مرشد
 سے بیعت دارادت کا تعلق تھا، اس سے قبل شیخ وقت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب
 کاندلہوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھیں، منگھی بی متعہ دنیا یاں صفات کی حامل تھیں یہاں
 چکے ذکر پر اتفا کیا گیا اور بالغہ آرائی سے گریز کیا گیا ہے۔

”مرحومہ کی ایک صفت یہ بھی تھی کہ نعمتوں پر اللہ کی حمد و ثنا خوب بیان کرتیں، اور
 مصیبت پر صبر کرتیں، اور اللہ عزوجل کو صبر و شکر دونوں بہت پسند ہیں۔“

”منگھی بی“ ادھر چند سال سے کافی بیمار رہنے لگی تھیں، دورے بھی آتے تھے،
 جو بالکل بھڑکتے تھے، اور دوروں کی کیفیت گزشتہ کئی سالوں سے تھی اور اب توضع انتہائی
 بڑھ چکا تھا کہ چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا سب مشکل تھا، بیماری کی شکایت بہت ہی کم کرتیں ہاں البتہ ضعف بہت
 پریشان تھیں، فرماتیں کہ زوری بہت ہے، کوئی ایسی دوا دیکھ کر زوری دور ہو۔ اور پھر یہی ضعف کرنے کا

سبب بنا اور جو مرض الموت بنا، چنانچہ اس بیماری میں بھی جوان کی آخری بیماری تھی بڑی تکلیفیں برداشت
 کرنی پڑیں لیکن وہ۔۔۔ اللہ کی حمد و ثنا میں برابر طرب لسان رہیں، چنانچہ اس وقت جب رح پرواز
 کرنے والی تھی، برابر اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کر رہی تھیں، اور جب زبان نے حرکت کرنی بند کر دی تو
 جب بھی قلب جاری تھا، راقم السطور تو اس وقت حاضر نہ تھا لیکن جو حاضر تھے انہوں نے بتایا کہ انتقال
 سے کچھ پہلے ۳۳ بار اشارے سے سلام کیا، حضرت مولانا علی میاں دامت برکاتہم کی ہمشیرہ مکرمہ اللہ
 مولانا محمد ثانی حسنی و مولانا محمد ابرار حسنی و مولانا محمد واضح حسنی مظاہر نے جو حضرت مولانا دامت برکاتہم کے تعلق عرض کیا کہ
 بہت اچھا ہوا مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ستورات اس قدر آخری دیدار کے لئے پہنچیں کہ اندازہ لگانا مشکل ہے
 اور جنازے میں بہت بڑے مجمع نے شرکت کی۔

انتقال پونے دس بجے رات کو ہوا، ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ اور سنحیر کی شب تھی، نماز جنازہ تقریباً
 ۲ بجے دن کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں حسنی مدوی دامت برکاتہم نے پڑھائی، اپنے آبائی قبرستان میں
 اپنے جلیل القدر دادا حضرت سید شاہ خیار النبی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں سپرد خاک ہوئیں، اللہ تعالیٰ مرحومہ
 کے جنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی خوب خوب مغفرت فرمائے،
 اور درجات بلند فرمائے، اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

لے حضرت سید شاہ خیار النبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی سعید الدین صاحب حسنی کے صاحبزادہ اور حضرت مولانا محمد ظاہر
 صاحب حسنی (خلیفہ حضرت سیدنا احمد شہید) کے بھتیجے تھے، رائے بریلی میں اپنے جد امجد حضرت شاہ علم اللہ کے دائرہ میں ۱۳۳۲ھ
 مطابق ۱۸۱۳ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم رائے بریلی ہی میں حاصل کی پھر تحصیل علم کے لئے سفر کئے۔

طریقت و سلوک کی تعلیم حضرت سید خواجہ احمد نصیر آبادی کی خدمت میں ایک مدرسہ حاصل کی جو امیر المؤمنین حضرت
 سید احمد شہید کے خلیفہ مجاز بیعت تھے، مزید تربیت خواجہ احمد نصیر آبادی کے خلیفہ خواجہ فیض اللہ اور رنگ آبادی سے حاصل
 کی کہ مجاز طریقت ہوئے، آپ کے اثرات رائے بریلی، اعظم گڑھ سلطان پور جو پور اور اس کے نواح میں
 زیادہ رہے، مولانا سید محمد امین نصیر آبادی آپ کے ہی خلیفہ تھے۔

لے امارت میں بھی اصلوۃ علی وقتہا کی بڑی فضیلت آئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا
 امی الاعمال افضل قال اصلوۃ علی مواقیہا۔ اور بھی متعدد روایات اس سلسلہ میں ہیں

یہاں بدلہ پانا ہے اور ثواب ہے اور عذاب ہے اور جنت ہے اور دوزخ ہے۔

الغرض دوسری راہ ہم انسانوں کے لئے یہ ہے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کی بیان کی ہوئی اس قسم کی سب باتوں کو بھی حق جان کر اور حق مان کر اور ان کو بھی اپنی نگاہ کے سامنے رکھ کر ہم اپنی زندگی کے مقصد اور راستہ کا تعین کریں۔

اب اگر کوئی شخص اپنے لئے پہلی والی پوزیشن اختیار کرے تو قدرتی طور پر وہ صرف اس دنیا کی ترقی اور خوشحالی اور عزت اور خوش عیشی ہی کو اپنا مقصد بنائے گا اور اس کی جدوجہد خالص دنیا کے لئے ہوگی، پھر کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے میں نہ اس کے سامنے خدا کی رضا مندی اور ناراضی کا سوال آئے گا نہ ثواب یا عذاب کا، اس کا طریقہ بس یہی ہوگا اور یہی ہونا بھی چاہئے کہ۔

باب بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

لیکن جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی بیان کی ہوئی حقیقتوں کو حق مانیں یعنی وہ اللہ پر اور آخرت کی جزا و سزا پر اور جنت و دوزخ وغیرہ پر ایمان لائیں، وہ کسی طرح بھی اس دنیا کی خوشحالی اور خوش عیشی کو اپنا مقصد اور اپنی جدوجہد کا اعلیٰ موضوع نہیں بنا سکتے، ان کا رویہ اس دنیا میں قدرتی طور پر یہی ہوگا کہ وہ زندگی کا اصل مقصد اور نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کے حصول کو اور آخرت کی فلاح کو بنائیں گے اور ان کی اصل فکر اور جدوجہد اسی مقصد کے لئے ہوگی اور اس دنیوی زندگی کو وہ اس کے ذریعہ اور وسیلہ ہی کی حیثیت سے استعمال کریں گے۔

بہر حال اس دنیا میں زندگی گزارنے کے یہ دو اصول اور دو طریقے ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں، میرے نزدیک ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کرے اور فیصلہ کرے کہ ان دو میں سے کون سا اصول اور کون سا طریقہ اس کے نزدیک صحیح ہے اور وہ اپنے لئے ان میں سے کس طریقہ کو انتخاب کرنا چاہتا ہے۔

جو لوگ اس مسئلہ کو سوچے بغیر زندگی گزار رہے ہیں، میں صفائی سے کہتا ہوں کہ وہ جانوروں میں شمار ہونے کے لائق ہیں، اگرچہ وہ انسانوں کی طرح دو ٹانگوں پر چلتے ہوں، انسانوں کی طرح بولتے ہوں اور اگرچہ انہوں نے کسی بڑی سے بڑی یونیورسٹی سے 'انجینیئر' سے 'انجینیئر' کوئی تعلیم ڈگری بھی حاصل کی ہو۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر بالفرض کسی شخص نے غور و فکر کے

ذکر سب تراخلا

اور

جہاد اصلاح

[ذیل میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم کی ایک تقریر، ان کی نظر ثانی کے بعد شائع کی جا رہی ہے جو فروری ۱۹۵۶ء میں خیر آباد ضلع سیتا پور (پ۔ یو۔ پی) کے ایک تبلیغی اجتماع میں کی گئی تھی۔ ادارہ]

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله، لقد جاءت رسل ربنا بالحق صلوات الله عليهم وعلى كل من اتبعهم باحسان الى يوم الدين۔

حضرات! ہمارے آپ کے پیدا کرنے والے نے ہم کو کچھ خاص صلاحیتیں اور طاقتیں بخشی ہیں اور ہمیں اور آپ کو اس لائق بنایا ہے کہ سوچ سمجھ کر کسی چیز کو اپنا مقصد بنائیں اور اس کے لئے محنت اور جدوجہد کریں۔ اب ہمارے لئے دو راستے ہیں، ایک یہ کہ صرف اس دنیا کے اپنے اور اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے مشاہدات اور تجربات اور عام معلومات کو بنیاد بنا کے اور بس یہیں کے عیش و راحت اور نفع و نقصان کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھ کے اپنی زندگی کا مقصد اور اس کا راستہ متعین کریں۔ اور دوسری راہ یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبروں نے جن حقیقتوں کی خبر دی ہے، مثلاً یہ کہ اللہ کی آستی ہے اور وہی اس ساری دنیا کا پیدا کرنے والا اور چلانے والا ہے اور اس کے ہاتھ میں ہر قسم کا بناؤ اور بگاڑ ہے اور انسانوں کو مرنے کے بعد پھر اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے اور یہاں کے ہر اچھے برے عمل کا اس کے

اور ہمیں دنیا بھر میں جس قسم کے حالات کا اس وقت سامنا ہے وہ دراصل ہمارے اس جرم عظیم کی
خداوندی سزا ہے کہ ہم نے اپنا اصل کام چھوڑ کر وہ سارے کام اپنالئے ہیں جو دنیا کی ساری قومیں کیا
کرتی ہیں۔

میرے دوستو اور بھائیو! اللہ کے سارے پیغمبر اور سب کے آخر میں سیدنا حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم دنیا میں اسی لئے آئے تھے کہ خدا فرماوشی اور دنیا پرستی والا طریق زندگی دنیا سے مٹا کر خدا پرستی
اور فکر آخرت والا طریق زندگی دنیا میں پھیلانیں اسلام دراصل اسی طریق زندگی کا نام ہے، جب تک
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز رہے اس مقصد کے لئے جدوجہد فرماتے رہے اور اس
طریق زندگی کی دعوت دیتے رہے پھر اللہ کے جن خوش نصیب بندوں نے آپ کی اس دعوت کو
قبول کیا اور آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا انہوں نے آپ کے بتائے ہوئے مقصد کو اپنا مقصد زندگی
اور آپ کے طریقہ کو اپنا طریقہ اور آپ کی دعوت اور جدوجہد کو اپنی دعوت اور جدوجہد بنا لیا،
اس وقت "مسلمان" ایک ایسی قوم اور ایسی امت کا نام تھا جو مقصد زندگی اور طریق زندگی اور
اپنی جدوجہد اور دوڑ دھوپ کے لحاظ سے دنیا میں بالکل نرالی اور ممتاز تھی، اُن کے علاوہ دنیا
دالے اُس وقت بھی دنیا کو اپنا مقصد بنائے ہوئے تھے اور دنیا کی خوشحالی اور خوش عیشی کیلئے
اپنا فون پسینہ آج ہی کی طرح ایک کر رہے تھے، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لانے والے یہ بندے ان کو نادان اور گمراہ سمجھتے تھے، اور ان کی نادانی اور گمراہی پر ان کو ترس اور
رحم آتا تھا اور وہ اُن کو اس گمراہی اور نادانی کی تاریکی سے نکال کر اپنی طرح اُن کو بھی خدا آشنا اور
آخرت کے لئے متفکر اور جنت کا مستحق بنانے کے لئے ہر امکانی جدوجہد کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے، اور اس
جدوجہد کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو اس طرح وقت کر رکھا تھا کہ اس کے مقابلہ میں اپنے ذاتی
سائل کو گویا بالکل بھلا دیا تھا۔

اُن کی اس قربانی اور جدوجہد کا ایک نتیجہ تو یہ نکلا کہ اللہ کے لاکھوں اور کروڑوں بندے
جنہوں سے غافل اور بے تعلق تھے خدا آشنا اور اللہ والے بن گئے، تو میں کی قومیں اور ملک کے ملک
مور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربی دعوت کو قبول کر کے جنت کے مستحق ہو گئے اور ان سب کے ایمان
و اسلام کا اجر و ثواب اُن بندگانِ خدا کے اعمال ناموں میں لکھا گیا، جنہوں نے اپنی دنیا کو بھلا کر

بعد اپنے لئے یہی طے کیا کہ وہ پیغمبروں کے بتائے ہوئے نبی حقائق کو نہیں مانے گا اور اس لئے خاص
دنیا پرستانہ زندگی گزارے گا تو اگرچہ میرے نزدیک وہ بہت بڑے درجہ کا گمراہ ہے اور خدا کے
یہاں اپنے اس گمراہانہ فیصلہ کی وہ پوری پوری سزا پائے گا۔ لیکن پھر بھی اس کی یہ گمراہی انسان
والی گمراہی ہے، مگر جو لوگ اس بارے میں کچھ سوچتے ہی نہیں اور سوچنا ضروری ہی نہیں سمجھتے
وہ بغیر سوچے سمجھے خدا سے غافل اور آخرت سے بے فکر ہو کر زندگی گزار رہے ہیں، میں ان کے
بارے میں سنا کر اور پکار کر کہتا ہوں کہ ان کی یہ گمراہی بالکل عقل و شعور سے محروم جانوروں والی
گمراہی ہے ان حم الآکالہ انہام بنہم، اقلہ

دوستو! اب تک میں نے جو بات کہی وہ ایک بالکل اصولی بات تھی جس کا تعلق انسانوں کے کسی
خاص طبقہ اور خاص گروہ سے نہیں تھا، اب میں خاص طور سے اپنے کو اور آپ دوستوں کو مخاطب
کر کے کہتا ہوں کہ اس معاملے میں ہماری خاص پوزیشن یہ ہے کہ خدا کے آخری پیغمبر عربی صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لا کے اور آپ کی دینی دعوت کو قبول کر کے گویا یہ تو ہم مان چکے ہیں کہ حضرات
انبیاء علیہم السلام نے اور سب سے آخر میں خدا کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ
کی ذات و صفات اور آخرت کی جزا و سزا اور عذاب و ثواب اور جنت و دوزخ وغیرہ کے بارہ
میں جو کچھ بتایا ہے وہ سب حق ہے، اور اس دنیا کی حیثیت بس وہی ہے جو آپ نے اور آپ کی
لائی ہوئی کتاب اللہ (قرآن مجید) نے بتلائی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ماننے اور قبول کرنے
کے باوجود آج ہماری زندگیوں کا وہ نقشہ نہیں جو اس کے بعد ہونا چاہئے تھا بلکہ اس کے بالکل مختلف
ہے۔

اپنے کو مسلمان کہنے والی امت اور قوم کی غالب اکثریت کا حال اس وقت یہ ہے کہ عملاً
اُس نے بھی اسی دنیا کو گویا اپنا اصل مقصد اور مطمح نظر بنا لیا ہے اُس کی جدوجہد اور دوڑ دھوپ بھی
دوسری خدا فرماوشی اور دنیا پرست قوموں کی طرح اسی دنیا کی خوشحالی اور خوش عیشی کے لئے
ہو رہی ہے، آج مسلمانوں کی زندگی کو دیکھ کر کوئی بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ان لوگوں نے اپنی زندگی
کا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کو بنایا ہے اور اُن کی دوڑ دھوپ کا رخ اُس طرف ہے۔

دے لیا تھا۔

میرے دوستو اور دینی بھائیو! اس ساری تفصیل کے بعد میں آپ کے سامنے ایک سیدھا سا
عملی سوال رکھنا چاہتا ہوں، میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ اس وقت میری اور آپ کی اور عام مسلمانوں
کی پوزیشن یہ ہے کہ ہم حضورؐ پر ایمان تو لے آئے ہیں اور مجھے اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ
ہم منافقوں کی طرح صرف زبان ہی سے ایمان نہیں لائے ہیں بلکہ ہم دل سے آپ کو اللہ کا سچا پیغمبر
سمجھ کر آپ کی دینی دعوت کو قبول کیا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہم نے آپ

کے بتائے ہوئے مقصد زندگی کو اپنا مقصد زندگی اور آپ کے طریقہ کو اپنا طریقہ اور آپ کی دالی
جدوجہد کو اپنی جدوجہد نہیں بنایا ہے بلکہ ہماری حالت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ایسی حالت میں
اللہ کے کچھ بندے ہیں اور آپ کو اپنا صحیح موقف اور مقام یاد دلاتے ہیں اور دعوت دیتے ہیں کہ
ہم اپنی زندگی کا مقصد وہی بنائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا تھا اور آپ کے دالے
طریقہ کو اپنا طریقہ اور آپ کی دالی جدوجہد کو اپنی جدوجہد بنائیں۔ اب بتائیے اور طے
کیجئے کہ اس دعوت کے جواب میں آپ کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

میرے بھائیو! یہ تبلیغی جدوجہد جس سے آپ کچھ آشنا اور واقف بھی ہیں، دراصل اسی
مقصد کے لئے جدوجہد ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور مسلمان کہلانے والی قوم پیہ
سے آپ کے مقصد و طریقہ کو اپنا مقصد و طریقہ اور آپ کی جدوجہد کو اپنی جدوجہد بنالے۔ اس
سلسلہ کے اجتماعات اور اس سلسلہ کی نقل و حرکت سب کا اصل مقصد صرف یہی ہوتا ہے۔

ہماری دعوت آپ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے سب جدگان
فدا کو صرف یہ ہے کہ اپنی زندگی کے رخ کو بدلو، اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی نجات و فلاح کو
اپنا مقصد حیات بناؤ، اور اس مقصد تک پہنچنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزارنے
کا جو طریقہ بتایا تھا اس پر چلو، اور آپ نے اپنی دالی جو دعوت اور جدوجہد امت کے سپرد فرمائی
تھی اس کو اپنی اصلی دعوت اور جدوجہد بناؤ۔

ہم نے اور آپ نے حضورؐ پر ایمان لا کر گویا آپ کے ہاتھ پر غائبانہ بیعت کی تھی، لیکن ہم
شیطان کے بہکانے سے اس بیعت کے تقاضوں سے فافل ہو گئے، یا یوں کہہ لیجئے کہ ہم نے اس

رضوان کھنڈ

یہ دینی جدوجہد کی تھی۔ اور دوسرا قد انعام ان بندوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمایا کہ
جس دنیا کی جدوجہد کو چھوڑ کر اللہ کی رضا والی یہ دینی جدوجہد انہوں نے اپنائی تھی اللہ تعالیٰ نے
اس دنیا کو بھی ذلیل کر کے ان کے قدموں میں ڈال دیا۔ ان کو حکومت بھی دیدی گئی اور ایسی حکومت
دی گئی کہ اس کے مقابلہ کی طاقت رکھنے والی کوئی حکومت اس وقت دنیا میں نہیں تھی، ان کو دولت
بھی دیدی گئی اور اتنی دی گئی جس کا آسانی سے حساب بھی نہیں لگایا جاسکتا۔ صرف دو

مثالیں سن لیجئے :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت زبیر بن عوامؓ کی معاشی حالت یہ تھی کہ ان
کی محترم بیوی اسماء بنت ابی بکرؓ خود جنگل جا کر اونٹ کے لئے چارہ سر پر لا کر لاتی تھیں، لیکن ۲۴
۲۵ برس کے بعد جب ان کا انتقال ہوا تو حالت یہ تھی کہ پچاس کر ڈر سے اوپر تر کہ چھوڑا۔ اسی
طرح حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ہجرت کے وقت بالکل خالی ہاتھ تھے مگر انتقال کے وقت ان کی
دولت متدی کا یہ حال تھا کہ دولت کے صرف تہائی حصہ کے بارہ میں انہوں نے جو وصیت کی تھی اس
میں یہ بھی تھا کہ جو بدری صحابی زندہ ہیں ان میں سے ہر ایک کو میرے اس مال میں سے چار چار سو
اشرفیاں ہدیہ پیش کی جائیں اور لوگوں نے کہا ہے کہ اس وقت بدری صحابی تنو کے قریب زندہ
تھے۔ بس ان ہی دو مثالوں سے اندازہ کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی بے حساب دولت ان
پر انڈیل دی تھی۔

اس کے علاوہ میرے نزدیک حکومت و دولت سے بھی بڑی چیز صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ
نے یہ عطا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی گویا مستقل سرپرستی اور حمایت ان کو حاصل تھی اور ان کو اللہ تعالیٰ
کی اس حمایت اور سرپرستی پر ہر چیز سے زیادہ اعتماد اور اطمینان تھا اور یہ وہ سرمایہ تھا جو
اس وقت دنیا میں کسی قوم اور کسی ملک کے پاس نہیں تھا۔

اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ساری داد دہش بس ان کے اس فیصلہ
اور اس عمل پر تھی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کے اور آپ کی دینی دعوت کو
قبول کر کے اپنا مقصد زندگی وہ بنالیا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا تھا اور آپ
ہی کے بتائے طریق زندگی کو اپنا طریقہ اور آپ ہی کی بتائی ہوئی جدوجہد کو اپنی جدوجہد قرار

جنوری ۱۹۹۰ء

۲۶

رضوان کھنڈ

ایمانی بیعت کے تقاضوں اور اس کی ذمہ داریوں کو اپنی بے شعوری اور لاپرواہی کی وجہ سے محسوس نہیں کیا اور اس کی وجہ سے ایمان لانے کے باوجود ہماری زندگی ایمان والی نہیں بنی، اب ہم آپ سے اور اپنے سے بھی کہتے ہیں کہ آداب سوچ سمجھ کر اور شعور اور ارادہ کے ساتھ اور سچے ایمانی عزم کے ساتھ اس بیعت کی تجدید کریں، اب تک جو غفلت رہی اُس کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، توبہ کریں، اور آئندہ کے لئے طے کریں کہ ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور تعلیم کے مطابق دنیا کی خوشحالی اور خوش عیشی کو مقصد زندگی بنانے کے بجائے اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کو زندگی کا اصل مقصد بنائیں گے، اور آپ نے اس مقصد و منزل تک پہنچنے کے لئے جو راستہ بتایا تھا، اُسی پر چلیں گے، اور اپنی دالی جس دعوت اور جدوجہد کو آپ نے امت کے سپرد فرمایا تھا، اس کو ہم اپنی دعوت اور جدوجہد بنائیں گے، بس یہی ہے ہماری دعوت۔

میرے دوستو! اس وقت دنیا میں سب کچھ ہے اور ہمیشہ سے زیادہ ہے لیکن کوئی قوم اور امت ایسی نہیں ہے جس کا مقصد حیات اور ملتی حیات اور جس کی فکر اور جدوجہد پیغمبروں والی ہو اور دنیا اس سے یہ چیزیں لے سکے اور سیکھ سکے، اس وقت کی دنیا کا سب سے بڑا خلاء اور اس کی یہ سب سے بڑی بد نصیبی ہے اور اس نے اس دنیا کو جہنم بنا رکھا ہے۔ اس کی اصل ذمہ داری یہودیوں پر نہیں ہے، عیسائیوں پر نہیں ہے، ہندوؤں اور سکھوں پر نہیں ہے بلکہ صرف اس قوم اور امت پر ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہے اور جو آپ پر سلسلہ نبوت کو ختم کرتی ہے۔

اس تبلیغی جدوجہد کا مقصد یہی ہے کہ امت اس ذمہ داری کو پورا کرے۔

اس سلسلہ میں ہم سفروں پر اور خاص کر اس تبلیغی لمبی مدت والے سفروں پر اسی لئے زیادہ زور دیتے ہیں کہ اس مقصد کے لئے ہمارے ظاہر و باطن میں جس بڑی تبدیلی کی ضرورت ہے وہ صرف تقریباً پینے یا کتابیں پڑھنے سے پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ ایمان و عمل اور قربانی کے راستہ پر پڑ جانے اور عملی مشق سے پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی یہی ہے: "وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ"۔

دنیا کا تجربہ بھی یہی ہے کہ جو تجارت کرے گا اور تجارت پر جان کھپائے گا اس کا مزاج

تاجرانہ بن جائے گا اور اس کو تجارت آجائے گی، اسی طرح جو سیاست میں پڑے گا اور سیاسی قسم کا کام بلا کر کرتا رہے گا اُس کا مزاج سیاسی بن جائے گا اور اس کو آج کل کی سیاست آجائے گی بالکل اسی طرح جب ہم آپ اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کو مقصد بنا کر اپنے عیش و آرام سے منہ موڑ کر کچھ مدت کے لئے گھر بار چھوڑ کر اللہ کی راہ میں نکلیں گے اور بار بار نکلیں گے اور اس زمانہ میں حضور کے طریقہ حیات کی پابندی اور مشق کریں گے اور ہر قسم کی ذمیوی جدوجہد سے اپنے کو یکسو کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی دینی جدوجہد میں چلوں اور مہینوں مشغول رہیں گے تو انشاء اللہ یہی چیزیں ہمارا مزاج بن جائیں گی۔

ذرا تصور تو کیجئے، اگر ہم اور آپ اس کام کو صحیح طریقہ سے اپنائیں اور مسلمانوں کی بڑی تعداد اس میں حصہ لینے لگے تو کیا منظر ہوگا انشاء اللہ چند ہی دنوں میں دنیا یہ دیکھے گی کہ سارے لوگ تو صرف اپنے پیٹ اور اپنی خوشحالی اور خوش عیشی کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں لیکن ایک گروہ اور ایک قوم ہے جو اپنی خوشحالی کے مسئلہ کو بھی پیٹھ کے پیچھے ڈال کر اس لئے دنیا میں محنت اور قربانی کر رہا ہے کہ دنیا میں ایمان اور نیکی عام ہو جائے خدا پرستی اور خدا ترسی عام ہو جائے، انصاف اور ایمان داری عام ہو جائے، رحمدلی اور ہمدردی جیسے اخلاق عام ہو جائیں دنیا سے ظلم مٹ جائے، رشوت ختم ہو جائے، بے ایمانی اور بددیانتی کا خاتمہ ہو جائے، اور سب لوگ اللہ کے نیک بندے بن کر جنت کے مستحق ہو جائیں۔ خدا را سوچئے کہ کیا پھر ہماری یہی دنیا اس گروہ کو اپنے سر پر نہ بٹھائے گی اور کیا دوسری قوموں کے بھی عوام یہ نہ چاہیں گے کہ اللہ کے یہی بندے انکی دنیا کا انتظام بھی اپنے ہاتھ میں لے لیں، چھوٹے پیمانے پر آج بھی ایسی مثالیں اور ایسے نمونے موجود ہیں، اس سے میرا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ یہ کام اس نیت اور اس غرض سے کریں کہ آپ کو دنیا کی سرداری اور حکومت مل جائے، کام تو ہونا چاہئے مگر اس لئے کہ خود ہماری زندگی ایمان والی بن جائے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت میں جنت کو حاصل ہو جائے اور اللہ کے زیادہ سے زیادہ بندے اللہ کی رحمت اور جنت کے مستحق ہو جائیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر ہم ایسا کنگے تو یہ دوسرا نتیجہ بھی ظاہر ہو کر رہے گا۔ صحابہ کرام کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق دے کہ اس کام کی وہ قدر کریں جس کا یہ مستحق ہے اور پھر اس راہ میں جدوجہد اور قربانی کیلئے وہ ہماری ہمتیں بلند فرمائے ہمارے سینے کھولے اور ہماری پوری مدد فرمائے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْكِرِينَ

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

رضوان محفوظ

۲۵

جنوری ۱۹۹۰ء

اسلامی تہذیب

کھانے پینے، پہننے اور صحنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، ملنے جلنے۔ خلاصہ یہ کہ زندگی بسر کرنے کے کچھ قاعدے اور طریقے ہوتے ہیں، انہیں قاعدوں اور طریقوں کا نام تہذیب سے طریقے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہوتے ہیں جو آب و ہوا، موسم اور دوسرے حالات کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں جیسے ہندوستان اور عرب کے لوگ ڈھیلے ڈھالا لباس پہنتے ہیں۔ اس لئے کہ دونوں گرم ملک ہیں۔ اور ڈھیلے کپڑوں سے گرمیوں میں آرام ملتا ہے۔ سرد ملکوں کے باشندے تنگ اور چست کپڑے پسند کرتے ہیں تاکہ سردی سے حفاظت ہو سکے، اسی طرح بعض جگہوں کی آب و ہوا ایسی ہے کہ وہاں کھٹائی کھانا مفید ہے اس لئے کھٹی چیزوں سے تواضع کرنا وہاں کی تہذیب میں داخل ہے اسی طرح بعض خاندانوں میں کچھ خاندانی رسمیں چلی آ رہی ہیں جو کسی خاص واقعہ کی وجہ سے جاری ہوئیں جیسے میں نے ایک خاندان کا رواج یہ دیکھا ہے کہ ان کے یہاں سونے کا زیور پاؤں میں پہنتا خاندان تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ یہ بدلنے والے طریقے ہر ملک کے الگ الگ ہوتے ہیں بلکہ ایک ہی ملک میں بعض دفعہ گھرانے گھرانے کے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں، انہیں ملکی تہذیب نسلی یا خاندانی تہذیب کہتے ہیں۔

لیکن رہن سہن اور زندگی بسر کرنے کے کچھ ایسے قاعدے اور طریقے بھی ہیں جو کسی حالت میں نہیں بدلتے، آدمی کسی نسل و خاندان سے ہو اور دنیا کے کسی حصہ میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعت شریف

(عبد العزیز ظفر جنکپوری القاسمی)

ابو القاسم، محمد، پیکر امتیاز بیٹھے ہیں
 فدایان رسول پاک دیار غار بیٹھے ہیں
 ادھر سرکارِ حجت کے لئے تیار بیٹھے ہیں
 عجب ہے تور کا نقشہ ہیں آقا زینتِ خلوت
 امام الانبیاء ہیں، جلوہ فرما ارضِ طیبہ میں
 شب معراج کو اسلام کا اک مرحلہ کہئے
 ملائک انبیاء، سر تا بہ پا مجرود اب ہو کر
 نظر آئے نہ کیوں ہر حیمہ معیاری لگا ہوں میں
 شریک کلمہ طیب، گرامی نام ہے جن کا
 جہاں میں آئے جو محبوب رب العالمین بن کر
 دکھانے مجھ نہ شق القم کا سائے عالم کو
 گنہ گار و چلے آؤ شفاعت بالیقین ہوگی
 ظفر وہ رحمۃ للعالمین جو اہل طائف کے
 صحابہ صف بصف ہیں درمیان سرکار بیٹھے ہیں
 لئے در جہاں، شاہِ امم غمخوار بیٹھے ہیں
 ادھر کفارِ مکہ در پلے آزار بیٹھے ہیں
 مؤدب، ثانی ثنیں اذہما فی الغار بیٹھے ہیں
 حضوری میں اشد، علی الکفار بیٹھے ہیں
 حریم ناز میں حق کی شہد ابرار بیٹھے ہیں
 سبھی بیتِ مقدس میں پلے دیدار بیٹھے ہیں
 خدا کے دین کے خود آخری معیار بیٹھے ہیں
 وہ محبوبِ خدا کو نین کے سردار بیٹھے ہیں
 میحائے زمان، وجہ جہاں، سرکار بیٹھے ہیں
 محمد مصطفیٰ، کونین کے سردار بیٹھے ہیں
 شفاعت کو شفیع المذنبین تیار بیٹھے ہیں
 مسئل جو رسد کر، مظہر کردار بیٹھے ہیں

رہتا ہوں، عزت و دولت کے لحاظ سے کسی درجہ کا ہو ہر صورت میں وہ انھیں قاعدوں کی پابندی کرتا ہے۔ یہ قاعدے اور طریقے مذہب و دین بتاتا ہے اور ان کا نام دینی یا مذہبی تہذیب ہے۔

اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب اس قسم کے قاعدے بتاتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں ہم یہاں کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ ہمیں صرف اتنا بتانا ہے کہ اسلام اس طرح کے بہت سے قاعدے اور طریقے بتاتا ہے۔ انھیں قاعدوں کا نام اسلامی تہذیب ہے۔ جس طرح ساری دنیا کے مسلمان عقیدوں اور عبادت کے طریقوں کے لحاظ سے ایک ہیں اسی طرح تہذیب کے لحاظ سے وہ سب ایک ہیں، اسلام نے ایسی تہذیب سکھائی ہے جو ملک، نسل، خاندان، آب و ہوا وغیرہ کسی سبب سے بھی نہیں بدلتی بلکہ ہر جگہ اور ہر حالت میں یکساں رہتی ہے۔ مثال کے طور پر اسلامی تہذیب کے چند قاعدے یہاں لکھتے ہیں۔ دیکھئے کہ وہ ساری دنیا میں مسلمانوں کے لئے یکساں ہیں یا نہیں؟۔ اسلام نے کچھ چیزوں کا کھانا جائز بتایا ہے اور کچھ چیزوں کے کھانے کو ناجائز فرمایا ہے، اس نے بتایا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ کہہ کر کھانا پینا شروع کرو اور جب کھاپنی چکو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو داہنے ہاتھ سے کھاؤ، بائیں سے نہ کھاؤ، کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھ دھو ڈالو اور کلی کر دو رزق کے ساتھ بے ادبی نہ کرو۔ وغیرہ، اسی طرح پہننے میں اس کا سچا نظر رکھو کہ لباس ستر کو ڈھانکنے والا ہو مرد ریشمی کپڑا اور زیور نہ پہنیں۔ پاجامہ، تہبند جو کچھ بھی پہنیں وہ ٹخنوں سے اونچا رہے۔ وغیرہ یہ چند مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی تہذیب کیا چیز ہے؟۔ اسی قسم کے اسلامی قاعدوں کا نام اسلامی تہذیب ہے۔ یہ بہت میں اور انسان کی پوری زندگی کے متعلق ہیں۔ صحابہ کرام کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زندگی بسر کرنے کے متعلق ہر ضروری بات بتائی ہے، یہاں تک کہ جو تا پہننے کا طریقہ بھی بتایا۔ اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تہذیب محض ملکی یا نسلی ہوتی ہے۔ اسلام کو تہذیب سے کوئی تعلق نہیں وہ لوگ بالکل غلط کہتے ہیں۔ ایسے لوگ اسلام سے واقف نہیں ہیں۔ اور تہذیب کی حقیقت سے بھی بے خبر ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر اسلامی تہذیب کا انکار اس لئے کرتے ہوں کہ اس کا رواج نہ باقی رہے یعنی اسلام سے درپردہ دشمنی کی وجہ سے ایسی باتیں کرتے ہوں۔ (باقی صفحہ ۳۲ پر)

اسلامی معاشرہ کا دھڑکتا ہوا دل
مسلمانوں کی عظمت رفتہ کا نشان

جد

محمد اقبال
حیدرآباد

حضرت ابن مسعودؓ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ گم شدہ مال کی تلاش میں مسجد میں اعلان کر رہا ہے تو آپ نے اسے خاموش کر دیا اور ڈانٹا اور فرمایا کہ تم کو اس کام کے لئے منع کر دیا گیا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رحمت عالم نے فرمایا کہ رب العزت کے یہاں شہروں میں محبوب ترین مسجدیں ہیں اور مغفوض ترین بازار ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ سات شخصوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں اس دن پناہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا ان سات میں سے ایک شخص وہ ہو گا کہ وہ جب مسجد سے نکلتا ہے تو واپسی تک اس کا دھیان اسی طرف لگا رہتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہو وہ اللہ کی پناہ میں ہے رب العزت اسے نقصان و خسران وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو دیکھو کہ مسجد سے محبت کرتا ہے اور اس کی خدمت کرتا ہے اس کے مومن ہونے کی شہادت دو۔ ایک دفعہ آپ نے مسجد جانے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ رحمت الہی میں غوطہ لگانے والے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ ایک جگہ فرمایا۔ مسجدیں خانہ خدا ہیں اور یہ جس کا گھر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مہربانی آرام اور پل مراہ سے گزار کر جنت میں پہنچانے کی ضمانت لی ہے ایک دفعہ آپ نے فرمایا مسجد سے جو جس قدر دور ہے اتنا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مسجدوں کو شہر بنانے کا حکم نہیں ہے ابن عباسؓ نے معنی بیان کئے ہیں کہ تم ان مسجدوں کو ہود و نصاریٰ کی طرح زینت دو گے۔ (ابوداؤد)

فرمایا۔ قیامت اس وقت آئے گی جب لوگ مسجدوں میں تگافرا کرنے لگیں گے۔ (ابوداؤد)
 فرمایا۔ جب کسی قوم کے اعمال بگڑتے ہیں تو وہ اپنی مسجدوں کو مزین کرتی ہے۔ (ابن ماجہ)
 فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم قریب ہی زمانہ میں مسجدوں کو بلند و بالا بنانا شروع کر دو گے
 جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنے گرجے بنواتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ان کا گزر مدینہ کے ایک بازار میں ہوا اس بازار میں
 کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا اے بازار والا! تم کو کس چیز نے عاجز کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا اے
 ابو ہریرہ! یہ کیا بات ہے فرمایا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم
 سب یہاں ہو کیوں نہیں جاتے کہ تم بھی اپنا حصہ اس میں سے لے لو۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ
 کہاں تقسیم کی جا رہی ہے؟ فرمایا مسجد میں چنانچہ لوگ جلدی جلدی پکے اور حضرت ابو ہریرہ ان
 کے لئے کھڑے رہے۔ جب لوگ واپس آئے تو ابو ہریرہ نے ان سے کہا تم کیوں واپس چلے آئے
 انہوں نے کہا اے ابو ہریرہ! ہم سب مسجد پہنچے اور اس میں داخل ہوئے اس میں تو ہم نے کسی
 چیز کو تقسیم ہوتے ہوئے نہیں پایا تو ان سے حضرت ابو ہریرہ نے کہا کیا تم نے مسجد میں کسی کو دیکھا نہیں
 لوگوں نے کہا بے شک ہم نے ایک قوم کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہی ہے اور ایک قوم قرآن پڑھ رہی ہے
 اور ایک قوم حلال و حرام کا تذکرہ کر رہی ہے تو ان سے حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا تم لوگوں پر بڑا
 افسوس یہی تو میراث محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حکمت کے صوفیے

کمزوری کی شکایت کم ہوتی ہے، تشہد میں ٹخنے اور پاؤں کے عضلات حصہ لیتے ہیں
 سلام پھیرتے وقت گردن کے دونوں طرف عضلات کام کرتے ہیں نماز کے یہ فوائد بیشمار
 فوائد کا ایک بہت معمولی حصہ ہیں جو انسان کی معاشرتی اخلاق اور روحانی زندگی پر مثبت
 اثرات مرتب کرتے ہیں، حضور پاک کے ہر فرمان میں حکمت ہے خواہ ہمیں ظاہری طور پر نظر آئے
 یا نہ آئے۔ ہمارے یقین ہونا چاہئے کہ دنیا و آخرت کی کامیابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے
 ہوئے طریقوں کے مطابق زندگی گزارنے میں ہے۔

اشرف پاک ہیں غسل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

سپاہِ نبویہ

جناب انیس پر خاص صی

حسنِ تخیل مجبازی کو حقیقی کر لے
 فکرِ ارضی کے عوض فکرِ سماوی کر لے
 چھوڑ ذوقِ حب و غالب و میر و آتش
 پکھڑا اب حوصلہ رومی و جامی کر لے

تیری آوازِ مجبازی تو پلٹ آئے گی
 سعی و کوشش تری بیکار چلی جائے گی
 چھوڑ لیلیٰ کی ہوس عشقِ خدا پیدا کر
 پھر یہی تیری ندا سوائے فلک جائے گی

پور کا تاریخ

بنی اہیسا کا دور حکومت ابھی ختم ہوا ہے اور بنی عباس اپنی حکومت کے استحکام میں کوشاں ہیں ابوالعباس سفاح (بنو عباس کا پہلا خلیفہ) اپنا مختصر زمانہ امارت ختم کر کے اللہ کو پیارا ہو گیا اور اس کا بھائی منصور اب تخت خلافت پر بیٹھ کر داد انصاف و عدالت دے رہا ہے۔ دارالخلافہ میں بڑی بڑی گزرگاہوں پر اس نے کچھ ایسے چوہارے بنوائے جہاں بیٹھ کر وہ آنے جانے والوں کو دیکھ سکے۔ ایک دن وہاں بیٹھا ہوا اپنی عقاب لگا ہوں سے بازار کا جائزہ لے رہا تھا کہ ایک پریشان حال آدمی وہاں سے گذرا۔ تھوڑی دیر میں وہ مضطرب واپس ہوا۔ اور ابھی اس کی تصویر منصور کے دماغ میں ہی گھوم رہی تھی کہ وہ پریشانی کے عالم میں وہاں سے گذرا۔ منصور نے خادم کو بھیج کر اسے بلوایا اور پوچھا تم کون ہو اور پریشانی کی حالت میں کیوں بار بار بازار کا چکر لگا رہے ہو؟

اس نے کہا ایک تاجر ہوں پچھلے دنوں مال تجارت لے کر فلاں جگہ گیا تھا۔ وہاں مجھے بہت نفع ہوا اور میں ساٹھا غنا گھر پہنچا۔ ابھی سفر کی کوفت بھی ددر نہ ہوتی تھی کہ آج میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ جس قدر مال دولت تم لائے تھے وہ گھر سے چوری ہو گیا ہے اس کی پریشانی میں میں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر پھر رہا ہوں میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہے کہ کیا کر دوں؟

منصور نے پوچھا گھر میں نقب لگا کر چور سامان لے گیا ہے؟

اس نے کہا کہ نہیں، نقب تو نقب کوئی اور بھی ایسا نشان نہیں جس سے چور کے متعلق کچھ معلوم ہو سکے

حسن دنیا کو بہر حال فنا ہونا ہے
حسن عقبیٰ کو بہر حال بقا ہونا ہے
تو ہے مشغول اسی شے میں جو چھین جائے گی
اُس سے اعراض ہے تجھ کو جو عطا ہونا ہے

دل لگانا کسی فانی سے تو نادانی ہے
ربط اللہ سے ہی شوکتِ ایمانی ہے
اور سب اس کے سوارِ نچ و الم خواب و خیال
لذتِ نفس ہے کیفیتِ ہیجانی ہے

تجھ کو ہے غم نہ کوئی رنج نہ حیرانی ہے
تجھ پہ اللہ کی ہر آن نگہبانی ہے
اپنی مرضی کو منسا کر دیا جب تو نے انیس
جسم خاکی یہ ترا پیکرِ نورانی ہے



سادہ لوح میاں نوڑا بازار کو واپس ہوا۔ مگر وہاں اسے عطر دینے والے آدمی کے متعلق کچھ معلوم ہو سکا۔
 منصور نے عطر دے کر جب روانہ کیا تھا تو اپنے سی آئی ڈمی کے دو آدمی اس کے پیچھے لگا دیئے
 تھے تاکہ اس کا گھر معلوم کر کے اس کے ناکوں پر نگرانی کرے اور اس آدمی کے سوا جس کسی سے بھی اس
 نغصوں عطر کی خوشبو محسوس کریں اس کو گرفتار کر کے لے آئیں چنانچہ دوسرے روز ایک آدمی کو گرفتار
 کر کے منصور کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

منصور نے اس سے پوچھا یہ نایاب عطر جس کی خوشبو سے تمہارا جسم اور لباس مہک رہا ہے کہاں
 سے تمہیں دستیاب ہوا۔ مگر وہ آدمی کچھ تسلی بخش جواب نہ دے سکا اور یونہی آئیں بائیں شاٹیں کیکے
 رہ گیا۔

منصور نے اسے ایک پولیس افسر کے حوالے کر کے تھوڑے کہا: اگھر یہ اتنے دینار اور اتنے درہم
 (جس قدر مال اس تاجر کا چوری گیا ہے) تیار کر دے تو خیر ورنہ اسے ایک ہزار کوڑے لگائے جائیں۔

پولیس نے تھانے میں لے جا کر اسے ڈرایا دھمکایا تو اس نے کہا کہ آپ میرے محلے میں جا کر میری حیثیت
 پوچھیں میرے پاس بھلا اس قدر مال کہاں سے آسکتا ہے کہ میں لاکر دوں البتہ میری حیثیت کے مطابق کچھ
 آپ مجھ پر تادان لگائیں وہ ضرور ادا کروں گا۔

منصور کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے اور زیادہ تشدد کا حکم دیا۔ تشدد بڑھا اور دھکیوں کو جب
 علی جامہ پہنایا جانے لگا تو اسے یقین ہو گیا کہ اب میں بچ نہیں سکتا۔ وہ پولیس کو ساتھ لے کر اپنے مکان
 پر گیا اور مکان کے ایک کونے سے اس نے وہ ساڑھوں شیدہ خزانہ نکال کر حوالے کر دیا۔ مال جب منصور کے
 سامنے لایا گیا اور اسے تسلی ہو گئی کہ تاجر کی پائی پائی وصول ہو گئی ہے تو اس نے ملزم کو توجوالہ عدالت کرنیکا
 حکم دیا اور مال کے مالک تاجر کو بلوا بھیجا۔

تاجر کے گھر جب یہ پیغام پہنچا کہ امیر المومنین اسے بلا رہے ہیں۔ تو وہاں صف ماتم بچھ گئی۔ نقصان
 ماہ کے ساتھ اب انہیں شہادت ہمسایہ کا خون دامن گیر ہو گیا۔ تجارت کا نقصان پھر بھی قابل برداشت
 ہوتا ہے۔ مگر عزت کے نقصان کو برداشت کر لینا بہت بڑے دل گردے کا کام ہے۔ اور بغیر کسی
 سابقہ دلائل و اقیقت کے امیر المومنین کا بلانا خانی از حکمت نہ تھا۔ تازہ تازہ اُمویوں کی حکومت کا خاتمہ

منصور نے کہا کہ یہ شادی تم نے کب سے کی؟

کوئی ایک سال ہوا۔ اس شخص نے جواب دیا۔

تمہاری بیوی شادی سے پہلے کنواری تھی یا بیوہ؟ منصور نے سوال کیا۔
 اس نے کہا بیوہ تھی۔

جواں ہے یا عمر رسیدہ؟ منصور نے مزید سوال کرتے ہوئے کہا۔

جواں ہے تاجر نے مختصر جواب دیا۔

منصور نے اپنے خادم سے کہا کہ فلاں عطر کی شیشی لے آؤ۔ خادم نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور منصور نے
 وہ عطر اس آدمی کو دیتے ہوئے کہا: پریشانی کی کوئی بات نہیں یہ عطر لگاؤ۔ تمہارا مال جلدی مل جائے گا۔ اور
 اس عطر کے لگانے سے تمہاری ہر قسم کی پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔

تاجر عطر کی شیشی لے کر پہنچا، بیوی نے عطر سونگھا تو اسے بہت پسند کیا اور کہا کہ یہ عطر تو بادشاہوں کے
 لگانے کا معلوم ہوتا ہے عام بازاری عطر نہیں ہے تمہارے ہاتھ کہاں سے آیا؟

تاجر نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ بیوی نے کہا کہ عطر سے بیشک غم و الم اور اضطراب کو تسکین ملتی ہے۔ مگر ہمارا تو
 مال چوری ہو گیا۔ اور گھرت گیا۔ جب تک ہمارا مال واپس نہ ملے اس وقت تک ہمارا اضطراب تو دور نہیں ہو سکتا۔

میاں نے کہا کہ سچ کہتی ہو، ہمارا غم کوئی ذہنی غم تو نہیں کہ عطر سے دور ہو جائے گا۔ ہمارے حسی
 غم و اضطراب کی درستگی کے لئے تو ہمارے مال کی واپسی ضروری ہے۔

پھر تم نے اس آدمی سے یہ کہا کیوں نہیں؟ جس نے تمہیں عطر دیا اور اضطراب کی دوری کا یہ لوکھا طریقہ
 بتلایا۔ بیوی نے تیز لہجے میں کہا۔

میاں نے کہا بات یہ ہے کہ اس آدمی کی شخصیت کچھ ایسی مرعوب کن تھی کہ میں ان کے سامنے
 کچھ بول نہ سکا اور نہ وہاں اس قدر سوالات میرے ذہن میں پیدا ہوئے۔ اب سوچتا ہوں توجیرانی ہوتی
 ہے کہ آخر میں نے اس سے یہ سب باتیں کیوں نہ کہیں۔

بیوی نے کہا کہ نہیں پہلے پوچھی تھیں تو اب جا کے پوچھو آؤ کیا وہ جگہ بہت دور ہے؟

بہت دور تو نہیں۔ میاں نے کہا۔

بیوی نے کہا کہ بہت دور نہیں تو ابھی جاؤ اور اس جادوگر سے پوچھو کہ عطر لگانے سے ہمارا غم کیوں

۴۸۹۵
۱۱۳۰۸۴

منصور کے حکم سے تاجر کا مال اس کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا۔
منصور نے پوچھا کوئی چیز باقی تو نہیں رہ گئی۔

تاجر نے کہا نہیں سارے کا سارا مال پورے کا پورا مجھے مل گیا۔ کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی۔
منصور نے کہا: اب میں تمہاری بیوی کو تمہاری طرف سے طلاق دیتا ہوں۔ یہ سب کا نامہ
تمہاری بیوی کا ہے۔ اس کا ناجائز تعلق ایک آدمی سے تھا اور یہ مال بھی اس نے اسی کو دیدیا تھا۔ اور
ہم نے عطر کی نشانی سے اسے ڈھونڈ کر تمہارا مال برآمد کر لیا ہے۔ اور اسے عداوت کے سپرد کر دیا ہے
اسے شریعت کے احکام کے مطابق سزا ہوگی۔ مگر ایسی بدکردار بیوی اب تمہارے لائق نہیں اسلئے
اسے میں نے تم سے علاحدہ کر دیا۔ تاجر یہ قصہ سن کر حیران رہ گیا اور منصور کا شکر یہ ادا کر کے اپنا
مال لے کے چلا گیا۔



آفس 82803
فون: - 83429

سیلی گرام: خمیرہ

خمیرہ حقہ تمباکو

مینوفیکچرر اینڈ ایکسپورٹرز
آزاد بھارت تمباکو فیکٹری

نادان محل روڈ لکھنؤ (انڈیا)

پارٹنر: حاجی محمد امتیاز خاں

اور ان کے خیر خواہوں کا ہر گوشے سے پکڑ پکڑ لانا بھی ختم نہیں ہوا تھا۔ تاجر کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں کسی لگائی
بجھائی سے اسے بھی بنی امیہ کا خیر خواہ نہ تصور کر لیا گیا ہو مگر اب ایسی بھی تو کوئی صورت باقی نہیں رہ گئی
تھی کہ امیر المومنین کے پاس جانے سے انکار کر سکتا۔ قہر درویش برجان درویش وہ سپاہی کے ساتھ ہولیا۔
یہ دربار پہنچا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ امیر المومنین منصور وہی عطر دینے والا مرعوب کن شخص تھا
تاجر نے بڑے ادب سے سلام کیا۔ منصور نے نہایت خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا اور کہا: دیکھا ہمارے
عطر کا کرشمہ۔ تاجر نے کہا امیر المومنین! آپ نے تو فرمایا تھا کہ اس عطر کو لگانے سے ہماری تسکین قلب کا
سامان ہو جائے گا۔ مگر یہاں تو اضطراب بڑھنے کے علاوہ اب جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔

منصور نے پوچھا وہ کیسے؟

اس نے کہا: پہلے تو ہم اس بات پر کافی پریشان ہو گئے کہ صرف عطر لگانے سے ہمارا اطمینان
کیسے واپس آئے گا۔ حالانکہ وہ تو مال واپس آنے سے آسکتا ہے اور دوسرے دن آپ کے بلاوے نے عطر کی
بدشگونی میں کچھ اور اضافہ ہی کیا ہے، کمی تو ہمیں کی۔ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی عمر میں برکت دے اور ہماری حالت
پر رحم فرمائے۔

منصور نے کہا بے شک تھوڑی دیر کے لئے تمہیں ایسی کوئی تکلیف ہوئی۔ مگر مستقبل میں ہر طرح
تسکین و اطمینان کا انتظام ہو رہا ہے۔

جب تک امیر المومنین و اشکان الفاظ میں میری جان بخشی کے متعلق ارشاد نہیں فرمائیں گے۔ دل کو
کیسے تسلی ہو سکتی ہے۔

منصور نے کہا: ارے تم جان بخشی کی باتیں کرتے ہو اور میں نے تمہارا چوری شدہ مال برآمد کر رکھا،
تاجر نے کہا کہ تو امیر المومنین کرم ہے مگر جب تک پوری بات واضح نہ ہو جائے اور مال میرے
قبضے میں نہ آجائے میں کیسے اپنے آپ کو خوش قسمت کہہ سکتا ہوں۔ مگر مال ایک شرط کے ساتھ واپس
ہو سکتا ہے۔ منصور نے کہا۔

وہ کیا، تاجر نے پوچھا۔

وہ شرط یہ ہے، منصور نے تشریح کرتے ہوئے کہا کہ تم اپنی بیوی کے متعلق مجھے مختار بنا دو۔
تاجر نے کچھ سمجھتے ہوئے کہا: امیر المومنین مجھے یہ شرط منظور ہے۔

خدا اسلام کا مذاق مستلزم ہے

۱۔ سوال سلسلہ - کوہ احد کے دامن میں - ایک بار پھر - حق و باطل آنے سامنے ہیں۔ کوہ احد کی جانب پشت کئے ہوئے سات سو بندگانِ الہی - رب کائنات کے آفاقی پیغام کی حفاظت کے لئے - انسانیت کی مظلومیت کا درد لئے - شوق شہادت سے سرشار کھڑے ہیں۔ دوسری طرف - سازدسان اور اس کے سے لیس - تین ہزار دشمنِ الہی - رب کائنات کے آفاقی پیغام کو مٹانے کے لئے - ظلم و بربریت کی حمایت میں - جان لڑانے کے لئے تیار ہیں۔ مسلمانوں کی صفوں میں - چہرہ جیسے شیر بھی ہیں - مصعب جیسے نازوں میں پلے ہوئے جوان بھی - ابو جحش جیسے جانثار بھی ہیں - علی جیسے بیچ بھی ہیں - سید جیسے - زبیر جیسے - جیسے جانناز بھی۔ مگر - انہی پختہ کاروں کے درمیان - رافع بھی کھڑے ہیں - جنہیں خود کو بڑا ظاہر کر کے لئے - خدمتِ اقدس میں پنجوں کے بل کھڑا ہونا پڑا - انہیں میں سمرہ بھی نظر آ رہے ہیں - جنہیں رافع نے کچھلا کر ہی - مجاہدوں کی صف میں جگہ مل سکی -

اُدھر لشکرِ کفار میں - ابو عامر، ارطاة، کلاب، مسافح - اور دوسرے نامی گرامی سردار - اور - پہلوان موجود ہیں - مگر سب پیچھے - ! - اور آگے آگے - اِدھر اِدھر - قریش کی چندرہ عورتیں - سواروں کی پیٹھ پر - پھر رہی ہیں - دائیں سے بائیں - ایک صف سے دوسری صف - کافروں کے جذبات بھرگانے کے لئے - حوصلہ دلانے کے لئے - اور خون میں - جوشیں غیرت کھولانے کے لئے -

یہ ایک منظر - مسلمانوں اور کافروں کا فرق بتلا رہا ہے - مسلمانوں کی صفوں میں آگے کون بڑھتا ہے - اور کافروں کی صفوں میں آگے کسے رکھا جاتا ہے - ؟ اور یہی وجہ تھی - کہ وحشی نے اسلام قبول کر لینے کے بعد - مسلمہ کذاب کو موت کے گھاٹ اتار کر - جمرہ کے قتل کا گناہ ادا کرنے کی کوشش کی -

مگر ہندہ نے مسلمان ہونے کے بعد - اپنے احد والے فعل کا گناہ ادا کرنے کے لئے - کبھی میدان میں اترنے کا خیال تک نہ کیا - اسلام کی تعلیم نے مرد اور عورت کو ان کے دائرہ کار میں رکھا ہے - مرد اور عورت کے درمیان معاشرتی مساوات ضرور ہے - مگر دونوں کے کام کا میدان قطعی مختلف - ! جنگ کے حالات تو ایک طرف - امن کے زمانہ میں بھی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے - آپ نے اپنے غائبانے میں مدینہ منورہ پر ہمیشہ کسی مرد کو حاکم مقرر کیا - سعد بن معاذ - ابوسلمہ - عذریجہ - یہ لوگ عائشہ اور فاطمہ سے زیادہ درجے کے تھے - مگر پوری حیات مبارکہ میں ایک نمونہ بھی ایسا نہیں - جس کی بنیاد پر - عورت کی سربراہی کو اسلامی فعل ثابت کیا جاسکے - ! بلکہ جب ایک عورت نے ایرانی تخت سنبھالا - تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - "وہ قوم ناکام ہو گئی جس نے عورت کو اپنا حاکم بنایا" (اَوْ كَحَمَا قَالَتْ

جبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے - کم و بیش تیرہ دفعہ - ایک نابینا صحابی ابن ام مکتوم کو مدینہ پر حاکم بنا کر مثال قائم فرمادی - کہ حالات خواہ کیسے بھی ہوں - اسلام کا نام لینے والے - قیامت تک اپنا حاکم کسی مرد ہی کو بنائیں گے - !!

اسلذا - موجودہ حالات میں - ہماری گزارش بس اتنی سی ہے کہ پاکستان پر - یا تو حکمران جماعت ہی سے مرد کو حاکم بنایا جائے - یا - اسلام سے برأت کا انہما کر دیا جائے - تاکہ کسی کو "عالم اسلام کی پہلی خاتون دزیرا علم" کہہ کر - خدا اور رسولِ خدا پر طنز کا موقع نہ مل سکے - ! آپ کو معلوم نہیں - ؟ مغربی جرمنی کے ایک رسلے "بلڈ" نے شہ سرخی لگائی ہے "نازک لڑکی نے اللہ کو شکست دے دی (نعوذ باللہ) - !!

تم ٹرنی

ترقی کا معیار

موجودہ دور۔ ترقی کا دور ہے، لیکن کیا کبھی آپ نے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی اس ترقی کے پیچھے گھٹا ٹوپ اندھیرے کو بھی دیکھا ہے، آج ترقی کا معیار جن جہالت آمیز نظریات پر قائم ہے اس کو اسلام کے احکام سے دور کا بھی تعلق نہیں، جس ترقی کا مقصد اچھے شعراء اسلام نہ ہو درحقیقت اس کا نام ترقی نہیں بلکہ ضلالت، مگرابی بستی اور تیزی ہے، موجودہ روشن خیال حضرات اسی جہالت کو ترقی کا نام دے کر اپنی ذہنی قوتیں اور دولت بے دریغ خرچ کر رہے ہیں۔

اکثر آپ نے لوگوں سے کہتے سنا ہوگا "اوہ! وہ خاندان تو بڑا ہی ایڈوانس ہے"۔ آئیے اس ایڈوانس (ترقی پسند) خاندان کا پس منظر بھی ملاحظہ فرمائیے۔

اس خاندان کے افراد اعلیٰ ڈگریوں سے سرفراز ہیں، کچھ زیر تعلیم ہیں، لڑکے شادی کے لئے ایسی لڑکی کا انتخاب کرتے ہیں جو بے حیائی، بے حجابی اور بے پردگی میں امریکن لیدیوں سے ٹکر لے شوہر کے دوستوں سے نہایت خندہ پیشانی سے ہاتھ ملائے اور اپنے خوش اخلاق ہونے کا ثبوت دل فریب تبسم کے ساتھ دے۔ سینما بینی اس کا محبوب مشغلہ ہو، تنہائی میں دل بہلانے کیلئے گانا ضرور جانتی ہو۔ والدین کو اپنے بچوں کی اس جہالت نما ترقی پر نہایت نفرد مباحات ہوتا ہے، اگر خاندان کی کسی لڑکی میں نسوانی شرم و حیا کا عنصر جھلکتا ہے تو اسے قدامت پسند اور بے وقوف کا خطاب عطا کیا جاتا ہے اس خاندان کی صبح آٹھ اور نو بجے ہوتی ہے۔ لڑکیاں کالج میں فرصت کے اوقات میں فلم کی باتیں

کرتی ہیں، ایکڑوں کی باتیں اس طرح کرتی ہیں جیسے چچا زاد بھائی کا تذکرہ کر رہی ہوں۔ اگر کوئی فلم کی خبروں سے نا بلند ہوتا ہے تو اسے ترقی کے معیار سے گرا ہوا سمجھا جاتا ہے۔ جب کبھی دوست احباب آتے ہیں تو ننھی بچیوں سے جن کو خالص انگریزی تعلیم دی جاتی ہے، کہا جاتا ہے "بے بی ذرا ڈانس تو کرو۔" اور بے بی صاحبہ تھر کنا شروع کر دیتی ہیں، ان معصوم اور پاکیزہ دماغوں پر بھی گناہ کے ہلکے سائے لرزنا شروع ہو جاتے ہیں۔

ہنگلہ کا نقشہ دیکھئے۔۔۔ باہر ایک خوبصورت سی کار کھڑی ہے جو اس خاندان کے ترقی یافتہ اور روشن دماغ ہونے کا ثبوت ہے، ڈرائنگ روم میں گھر کی عورتوں کی تصویریں آویزاں ہیں دوستوں اور مہانوں سے نہایت تفاخر کے ساتھ ان کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ اور اگر کسی کی تصویر پسند آگئی تو اسے بخش دی جاتی ہے۔ تقریباً ہر کمرے میں ایکڑوں کی عریاں تصویریں ایڈوانس ہونے کا یقین دلائیں گی۔ الماریاں فحش رسالوں اور ناولوں سے پر ہوتی ہیں، اصطلاح میں آجکل ایڈوانس ایسے ہی خاندان کو کہا جاتا ہے۔ ترقی کا یہ خاکہ اسلام کے اصول و ضوابط سے ذرا بھی تعلق رکھتا ہے، تعجب تو یہ ہے کہ اس قسم کے ایڈوانس خاندان غیر اسلامی روش اختیار کرتے ہوئے بھی اپنے کو مسلمان کہتے ہیں لیکن اگر ان سے اسلام کے بارے میں کچھ استفسار کیا جائے تو فخر سے جواب دیں گے مجھے ذرا مذہبی لٹریچر سے کم دیکھیں ہے۔ یقین کیجئے نہ انھیں اپنی کم علمی پر شرمندگی ہوگی اور نہ مذمت، اگر نے کیا خوب کہا ہے۔

بے علم بھی ہم لوگ ہیں غفلت بھی ہے طاری

انسوس کہ اندھے بھی ہیں اور سو بھی رہے ہیں

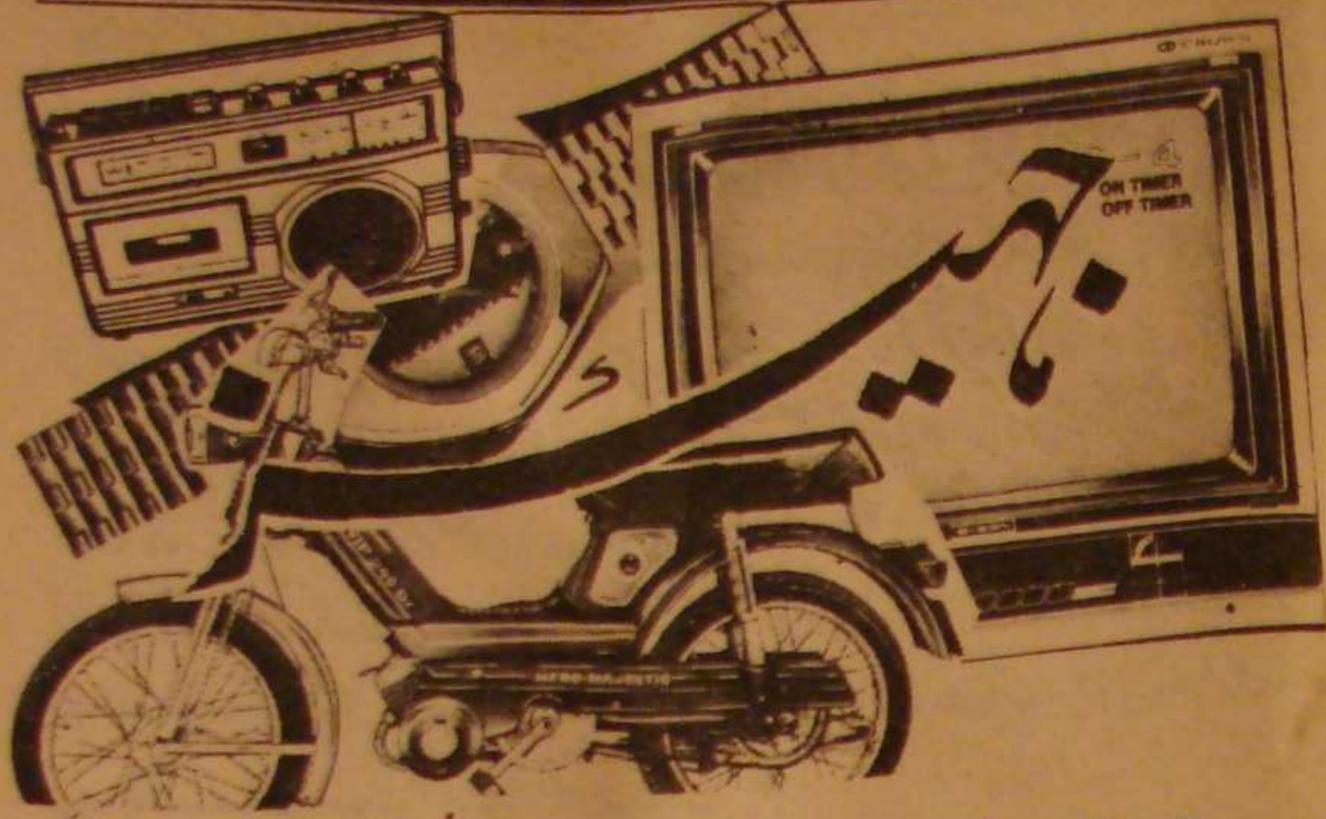
اس شعر میں موجودہ ذہنیات کی کتنی سچی عکاسی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات سے بالکل ناواقف ہیں اور پر یہ غفلت کہ کچھ سمجھنے کی خواہش بھی نہیں کرتے۔ میں دعویٰ کے ساتھ یہ کہہ سکتی ہوں کہ جب تک مسلمانوں کی اپنی تہذیب تھی وہ کسی غیر قوم کے مقلد نہیں تھے تب تک وہ باعزت تھے دنیا ان کے اشارہ چشم کی منتظر رہتی تھی، مگر جب سے انھوں نے اسلامی روایات کو خیر باد کہا اسلامی شعراء اور حکایات سے بے نیاز ہو گئے اس وقت سے وہ ذلیل و خوار ہونا شروع ہوئے، خرمسں ایمان پر اپنے ہی ہاتھوں برق گرا کر شروع کر دیا اور آج ان کے دین و اخلاق کا چمن برباد ہو چکا ہے

زندگی کے قیمتی لمحات تیزی کے ساتھ لہو و لعب میں بے تحاشہ گزرتے جا رہے ہیں اب ہم لوگوں کو بیدار ہونا ہے۔ جس کا راز بچنے کو ہے اور یہاں نہ رختِ سفر بندھا ہے اور نہ کچھ زاد راہ۔ پتہ نہیں کب طائرِ روح پرواز کر جائے اور ہم لوگ حسرتوں کا طوفانِ دل میں لئے چل سکیں کہ انسوسِ زندگی جیسے لعل بے بہا کی قیمت اور اہمیت نہ سمجھی۔ ہم بہنوں کو چاہیے کہ اپنے گھروں سے غیر اسلامی شعائر و اطوار ختم کر کے اسلامی اصول کی شمع سے بچوں کے معصوم دماغوں کو روشن کریں، ترقی کا یہ گھناؤنا اور غیر شریفانہ معیار جلد فنا ہونا چاہیے۔ کسی ملک کی ترقی کا دار مدار ملک کی خوبصورت عمارتوں اور باشندوں کی خوشحالی پر نہیں بلکہ وہی ملک ترقی کے راستے پر گامزن ہوگا جہاں کے لوگ سچے، ایماندار، ہمدرد، خداترس، غیرت مند، صلح جو، اور اعلیٰ کردار کے مالک ہوں، اسلامی اصول اور نظریات کو پیش نظر رکھ کر سہی ہمیں ترقی کا معیار قائم کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کو دینی سکون اور عزت و عظمت اسی وقت حاصل ہوگی جب وہ مسلمان ہونے

کا ثبوت عملی طور پر دیں۔ کتنی حیرت اور انسوس کا مقام ہے کہ ایک مکمل اور جامع تہذیب ہونے کے باوجود ہم دوسروں کی تقلید میں پاگل ہو رہے ہیں اپنے اسلاف کی روایات اور اپنے مذہبی وقار کو مٹا رہے ہیں۔ خدا ہمارے دلوں میں ایمان کی حرارت اور روح میں اسلامی تڑپ پیدا کر دے تاکہ ہم موجودہ ترقی کا معیار بدل دیں اور اسلامی ماحول میں طمانیت قلب حاصل کرنے کے ساتھ عالم میں سر بلند ہو کر رہیں۔ یہ فرض ہمارا ہے۔ کیونکہ:-

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا



قرب قریب ہر قوم و برادری میں یہ واقعہ پایا جاتا ہے کہ خستگی کے وقت باپ اپنی بیٹی کو پدری محبت کے تحت نیا گھر بنانے کے لئے سامانِ زندگی دیتا ہے۔ یہ جذبہ ایک فطری جذبہ ہے جس کا ظہور حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے بھی ہوا۔ جب حضور نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کے نکاح کے بعد خستگی کے وقت کچھ سامانِ زندگی عنایت فرمایا۔ ڈول چکی وغیرہ اگر حضور چاہتے تو اور بھی کچھ سامان ہیا فرما سکتے تھے لیکن آپ کو تو دنیا کو تعلیم دینا منظور تھا کہ چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا انسانی سماج میں اہتری پھیلانے کے مترادف ہے۔ دوسرے یہ کہ کم مایہ اور غریب لوگوں کو ایسے موقعوں اپنی کم مائیگی پر صبر و شکر کا نمونہ بننا ہو جائے۔ لیکن اگر کوئی صاحبِ مال اپنی بیٹی کو کچھ دینا چاہے تو اس کے لئے بھی دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ بس یہی کچھ فحشائے نبوت اس باب میں معلوم ہوا۔

اب ہم نے اس بہترین عمل کو رسم کے چوڑے میں گھیٹ لیا۔ شادی بیاہ کی بات چیت میں سے اہم چیز جہیز متعین کرنے کی ہو گئی۔ ہزار دباؤ ڈالے جانے لگے۔ ہر فریق دوسرے کی کوئی نہ کوئی کمزوری سامنے رکھ کر اپنے حق میں زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی فکر میں لگ گیا۔ لڑکے والے لڑاکی کے والدین کی حیثیت پر دھیان دینے بغیر بھاری قیمت کی